واضح ہو کہ شروع سال تصویر عالم اکتوبر سے ہوتا ہے
TASWIR-ALUM
یہ گلدستہ نمونہ شادی عالم کا
مرقع دل کے آئینہ میں ہے تصویر عالم
جلد ۵
نمبر ۱
تصویر عالم
ضوابط تصویر عالم
بہ جناب داروغہ سید محمد صاحب مصور مالک دفتر تصویر عالم
اور خاکسار سید مجتبیٰ حسن مجتبیٰ منیجر کے اہتمام سے
۱۵- اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ع
لکھنؤ پریس تصویر عالم میں شائع ہوا

مصرع طرح گلدستہ ...

بابت ۱۵ ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ عیسوی

کھنچ گیا آنکھوں مین نقشہ ابروے خمدار کا

آرزو جناب نواب محمد محسن علیخان عرف پتن صاحب نبیرہ حضرت خاقان زمان امجد علیشاہ شاہ اودھ انار اللہ مرقدہٗ

سبزہ جب پیدا ہوا خط رخ دلدار کا / صفحۂ رخسار تختہ بنگیا گلزار کا

وقت گریہ یاد آجائے جو دندان یار کا / ہو مرے اشکون مین جلوہ گوہر شہوار کا

دشت گردی مین خیال آئے جو زلف یار کا / آبلہ تلوے کا ہو چھالا دہان مار کا

زلفین اوس بت کی لٹک کر دو طرف سے جب ملین / تار گیسو پر گمان ہونے لگا زنار کا

لیلی رنگین طبیعت جھانکتی ہو قیس کو / اب شگاف پردۂ محمل ہو در گلزار کا

نکل گئے گلزار مین گل جس سے ہنگام سحر / پتا دو اک جھونکا ہوائے کوچۂ دلدار کا

تیر مارا اوسنے جب اپنے حنائی ہاتھ سے / زخم دل نے لے لیا بوسہ لب سوفار کا

ہمصفیران چمن پھر آئی ہو فصل بہار / پھر مرا جوش جنون مین قصد ہو گلزار کا

پڑ گئے ہین آبلے تلوون مین ای جوش جنون / عاشق مژگان کو نشتر چاہیے ہو خار کا

نور بخشے گا جو او بت تیرا خورشید جمال / ماہ نو بنجائے گا حلقہ ترے زنار کا

مر رہے جی اوٹھینگے ہنگام خرام ای آرزو / حشر بھی ہو ایک فتنہ یار کی رفتار کا

احمد جناب مرزا احمد نواب صاحب شاگرد جناب مضطر بناہی

تذکرہ آیا جو ای قاتل کہین تلوار کا / کھنچ گیا آنکھوں مین نقشہ ابروے خمدار کا

جام دو بھر بھر کے دے موقع نہین انکار کا / دل نہ توڑا چاہیے ساقی کسی میخوار کا

وعدہ رک رک کر کیا تمنے تو یہ ظاہر ہوا / وصل کا اقرار پہلو ہو لیے انکار کا

چشم ماہ و مہر جھپکی پر نہ آئی مجکو نیند / آسمان قایل ہو میرے دیدۂ بیدار کا

خفتگان خاک کو بھی خواب سے چونکا دیا / کچھ عجب انداز ہو اوس شوخ کی رفتار کا

شوق کی تاکید ہو کر عرض مطلب شوق سے / اور دہشت کہتی ہو ڈر چاہیے دلدار کا

آسمان پر یہ شفق جو روز ہوتی ہی عیان
عکس ہی شاید یہ میرے دیدۂ خونبار کا

پانی پانی شرم سے ہو ابر نیسان پھر نہ کیون
دیکھ لے عالم جو میری چشم گوہر بار کا

موت آجائے اگر آتا نہین وہ سنگدل
ہو تحمل دل کو کب تک طعنۂ اغیار کا

بس نہین جاتا دماغ و دلمین یہ کسکے بھلا
عطر مجموعہ ہی مجموعہ مرے اشعار کا

رکھتا ہون اللہ کو بھی اسکا ای احمد گواہ
دل سے بندہ ہون وصی احمد مختار کا

اصغر جناب منشی اصغر حسین صاحب لکھنوی شاگرد جناب حمید ورشید لکھنوی

کیون نہو مسرور دل اب بلبل گلزار کا
دے رہی ہی فصل گل مژدہ وصال یار کا

خانۂ دل مین گزر ہو کس طرح اغیار کا
اک زمانہ جانتا ہی یہ مکان ہی یار کا

جانب در شام سے تا صبح رہتی ہی نظر
ہی شب فرقت یہ عالم انتظار یار کا

ہی بہت شوق شہادت مین مرا دل بیقرار
جلد اہی قاتل لگا دے ہاتھ اک تلوار کا

خفتگان خاک چونک اوٹھتے ہین چلتا ہی جو تو
طور ملتا ہی قیامت سے تری رفتار کا

اشک بھر آتے ہین آنکھو نمین تڑپتا ہی دل
یاد آتا ہی جو ہنگامہ فراق یار کا

تو ہی رشک مہر گھر تیرا ہی برج آفتاب
دھوپ پھر کیونکر نہو سایہ تری دیوار کا

کہتی ہی سوتے مین اوس بت کی یہ چشم نیم باز
لطف جب ہی طور غفلت مین ہے ہشیار کا

جان سر ٹکرا کے اپنی دے رہے ہین جان نثار
حال کچھ معلوم ہی ہمسایۂ دیوار کا

طالب دیدار کو رہتی ہی ہر دم بیخودی
جب سے موسی کی طرح دیکھا ہی جلوہ یار کا

دیکھکر رنگ غزل کہتے ہین ارباب سخن
عاشقانہ طور ہی اصغر ترے اشعار کا

بیتاب جناب سید حسین صاحب لکھنوی شاگرد جناب جاوید لکھنوی

وار کچھ اوچھا سا شاید پڑ گیا تلوار کا
مسکراتا کہہ رہا ہی زخم دامندار کا

کچھ نہ کچھ اس مین بھی ہی پر تو مزاج یار کا
سرکشی کرتا ہی سایہ یار کی دیوار کا

مر گئے ہین مرنے والے اتنی ہی امید پر
حشر پر وعدہ کیا ہی یار نے دیدار کا

دیکھنا ہو جسکو آکر رات ہی کو دیکھ لے
غیر ہوگا صبح تک حال آپ کے بیمار کا

فیض صحبت سے ادائین آپکی سب سیکھ لین
قہر ہی رک رک کے چلنا حلق پر تلوار کا

وہ سر بالین جو آئی ہین عیادت کے لیے
موت بھی منہ تک رہی ہی دور سے بیمار کا

اوسنے بھی چرچا سنا ہی سخت جانی کا مری
دیکھتا ہی منہ کبھی میرا کبھی تلوار کا

ہوشیاری سے بھی بڑھکر غش ہو موسیٰ کو عزیز
دیکھتا ہو حال کوئی طالبِ دیدار کا

بسملون کی ہچکیون سے آرہی ہو یہ صدا
اک نظر پھر دیکھ لین کھنچنا تری تلوار کا

کیون کوئی کہدے بھلا ایسے کو ہوتی ہو شفا
دل ذرا مین ٹوٹ جاتا ہو ترے بیمار کا

ثروت جناب نواب احمد علیخان صاحب بہادر لکھنوی عرف بیتن صاحب

گور ہا شوق اپنے دل کو مدتون دیدار کا
صورت موسیٰ نظر آیا نہ جلوہ یار کا

فاتحہ پڑھتے نہین گر قبر کو ٹھکرا ہی دو
پاس کچھ تو چاہیے وارفتۂ رفتار کا

آنکھون مین سرمہ لگاکے جانہ سیرِ باغ کو
یار کیون دشمن ہوا ہی نرگسِ بیمار کا

یہ محبت کی کشاکش نے کیا اوسکا فشار
دو ہی دن مین ستَ گیا چہرہ ترے بیمار کا

کیا اثر رکھتا ہو ای دلبر ترا حسنِ لطیف
چاندنی سے ہو فزون سایہ تری دیوار کا

غم ہو عریانی کا کیا قاتل شہیدون کو ترے
ہو بہت بہر کفن دامن تری تلوار کا

روے روشن سے نقاب اُلٹو کہ تمکو دیکھ لین
نزع مین ہین ای صنم موقع نہین انکار کا

بیٹھ جاتا ہون پس دیوارِ قصر ای یار اگر
ضد سے ہٹ جاتا ہو سایہ بھی تری دیوار کا

سامنے قاتل کے کیا جائے کوئی مشتاق دید
تشنۂ خون ہو وہ اپنے تشنۂ دیدار کا

بعد مردن باندھ دین آنکھون پہ پٹی اقربا
حال ظاہر ہو نہ جائے حسرتِ دیدار کا

ہمنے دل جس دن سے اپنا نذر ثروت کر دیا
اور ہی کچھ ہو گیا عالم مزاج یار کا

جگر جناب نواب سید بہادر علیخانصاحب بہادر لکھنوی شاگرد جناب جلال لکھنوی

بند ہر روزن کیا جاتا ہو جب دیوار کا
مدعا بر آئے کیونکر طالبِ دیدار کا

امتحان کر لو لگاکر وار اک تلوار کا
اپنے بیخود پر اگر شک ہو تمھین ہشیار کا

اپنا قاتل مین بناتا ہون دل ناشاد کو
ملگیا ہی خوب ہی پہلو تمھین انکار کا

ناتوان ایسا ہون مین کٹ جائے بس فوراً گلا
سایہ پڑ جاے اگر مجھپر تری تلوار کا

دیکھکر کہتے ہین سب اللہ ہی اچھا کرے
کچھ تو ایسا حال ہو عیسیٰ ترے بیمار کا

وصل کی شب بیخبر سو جائیگا کوئی یہان
ہو بھروسا ہمکو اپنے طالع بیدار کا

غش کسی کو آگیا کوئی گرا دل تھام کر
ایک ہی جلوہ مین یہ عالم تھا بزم یار کا

اوسکے زانو پر جو سر ہی ہوش مین آتا نہین
بیخودی مین کر رہا ہون کام مین ہشیار کا

دفن ہونے سے ترے کوچہ مین پھر کیا فائدہ
قبر سے ہٹ جائے جب سایہ تری دیوار کا

سوے در آنکھیں مری وا دیکھکر بولا وہ شوخ
مرنے والا شوق دل مین لے گیا دیدار کا

تل نظر آتا نہین اوس ابروئے خمدار پر
آنکھ دکھلاتا ہی جوہر یار کی تلوار کا

مرنے جینے کے لیے کافی ہی مجکو ای صنم
تیرے کوچہ کی زمین سایہ تری دیوار کا

جان اسی امید مین جاتی رہی اپنی جگر
حوصلہ دل سے نہ نکلا آہ وصل یار کا

جمیل جناب سید محمد سجاد صاحب لکھنوی نبیرہ جناب مونس مرحوم شاگرد جناب رشید لکھنوی

جان فزا ہی عشق تیرے ابروے خمدار کا
ساحل آب بقا ہی گھاٹ اُس تلوار کا

قامت محبوب کا ہونا ہی دعوکا ای صبا
واہ کیا جوبن یہ ہی اک شجرہ گلزار کا

یہ نزاکت دیکھنا کرتا ہون جب بوسہ کا قصد
سرخ ہو جاتا ہی رنگ اوس شوخ کے رخسار کا

کروٹین لاکھون بدلتا ہون یہ نیند آتی نہین
رات بھر مجکو ستاتا ہی تصور یار کا

تازگی مین کم نہین گلہائے باغ خلد سے
پھول مُرجھایا ہوا اونکے گلے کے ہار کا

لے مرے شوق شہادت تیری بر آئی مراد
کھل چکا ڈورا وہان شمشیر جوہر دار کا

اس پتہ سے یار کو پہچان لینا نامہ بر
زلف مین طول کمند ابرو مین خم تلوار کا

صورت آئینہ وہ خود دنگ ہو کر رہگیا
کھینچ سکا بہزاد سے نقشہ نہ آخر یار کا

تھی مجھے بھی الفت طفل برہمن اسقدر
ہی نشان میرے گلے مین آجتک زنار کا

لطف ایسا مل رہا ہی مجکو قاتل وقت ذبح
چومتا ہون دمبدم قبضہ تری تلوار کا

وادی وحشت ابھی تک یاد ہی مجکو جمیل
آبلون مین دمبدم چبھنا وہ نوک خار کا

جوشش جناب احمد حسین صاحب عظیم آبادی منیجر چمنستان سخن شاگرد جناب شوق نیموی عظیم آبادی و جناب مائل عظیم آبادی از کلکتہ

لایا قاصد کس گھڑی افسوس نامہ یار کا
دم لبون پر آگیا جب عاشق بیمار کا

مشغلہ اسکے سوا کیا پوچھتے ہو یار کا
دل دُکھایا کرتے ہین ہر روز دو دو چار کا

دیکھتا ہون جس طرف پاتا ہون جلوہ یار کا
حوصلہ پھر بھی مگر آنکھون کو ہی دیدار کا

لعل کا ہوتا ہی ہر قطرہ پہ لوگون کا گمان
واہ کیا کہنا ہمارے دیدۂ خونبار کا

وہ اوٹھائین روے روشن سے اگر زلف سیاہ
پاک ہو جاے یہ جھگڑا کافر و دیندار کا

نزع مین بھی آئے وہ تو ساتھ غیرونکو لیے
مرتے مرتے بھی نہین موقع ملا گفتار کا

اپنا مذہب کیا بتاؤن عشق کا بندہ ہون مین
دل مرا قایل نہین تسبیح کا زنار کا

غیر اپنے دل ہی دل مین ہوگئے جلکر کباب
یہ اثر ہی دیکھو میری آہ آتش بار کا

بے طلب مجکو وہ دیدیتا ہی تھوڑی یا بہت
حال ساقی پر ہی روشن خوب مجھ میخوار کا

ایک عالم تو اوٹھین کا ہوگیا ہی عشق مین
جوش مین کس سے کرون اجابے شکوہ یار کا

حاذق جناب مرزا دولہ صاحب شاگرد جناب مشتاق لکھنوی

وصل کے پیغام پر چپ ہونا اوس عیار کا
دل مرا کہتا ہی یہ پہلو یہی اقرار کا

آسمان پر کیون نہو ہر روز و شب میرا دماغ
مین زمانہ مین ہون عاشق روے و زلف یار کا

ای صبا کہدے تو ہی اوس ظالم بیرحم سے
حال اب تو ہی نہایت اب ترے بیمار کا

دل مین کہتی ہو گی کیا صیاد بلبل قید مین
یاد آیا ہو گا جب رہنا اسے گلزار کا

پوچھتا ہون مین اگر اوس غیرت یوسف کا گھر
مجھکو دیتے ہین پتا سب مصر کی بازار کا

کیون نہ مین اپنا گلا کاٹون نہ مر جاؤن مین کیون
کھنچ گیا آنکھون مین نقشہ ابروے خمدار کا

جوش وحشت ہو زیادہ جاؤن صحرا کی طرف
سایہ پڑجاے اگر مجھپر تری دیوار کا

ہین کہان موسیٰ سے دھوکا کھانیوالے دہر مین
دیکھ لین آکر ذرا جلوہ مرے دلدار کا

ہمسری کرتی ہی یہ ابر بہاری سے مدام
حوصلہ دیکھو تو میرے چشم دریا بار کا

صبح دم کی زمزمہ سنجی جو مینے باغ مین
بندہ حاذق ہوا ہر بلبل گلزار کا

حامد جناب سید علی حامد صاحب خلف جناب سید محمد جواد صاحب سکرٹری حسین آباد لکھنؤ

ہی تصور مجکو شہ کے ابروے خمدار کا
دل نہین پہلو مین گویا میان ہی تلوار کا

رات بھر دیکھا کیا جلوہ ترے رخسار کا
خواب مین جاگا مقدر دیدۂ بیدار کا

وصف لکھتا ہون سخاے حیدر کرار کا
موجزن دریا ہی حامد طبع گوہر بار کا

خانۂ تن مین جو رکھا ضعف پیری نے قدم
قد مین عالم ہوگیا گرتی ہوی دیوار کا

دیکھکر شان نزول ہل اتی سمجھے یہ ہم
مدح خوان ہی داب منعم ترے ایثار کا

صوت حضرت پردۂ قدرت سے احمد نے سنی
اللہ اللہ قرب حق سے حیدر کرار کا

ساز دل سے ہین نکلتے نغمۂ مدح علی
رنگ یان بیرنگ ہی الحان موسیقار کا

روز محشر کس طرح سے حسرت دیدار ہو
لن ترانی پر عمل ہی منکر دیدار کا

دونون عالم کے در مقصد سے دامن بھر گئے
اللہ اللہ فیض تیرے دست گوہر بار کا

قتل اہل کفر پر اونکے نظر ہر دم رہے
دیدۂ بینا بنا جوہر شاہ کی تلوار کا

صنعت ترصیع ظاہر ہو ترے الفاظ سے — ملگیا تجکو لقب حامد مرصع کار کا

حمید جناب سید باقر صاحب لکھنوی

ہی یہ دل زخمی کسی کے سبزہ رخسار کا — رکھدے ای جراح پھاہا مرہم زنگار کا

چرخ بھی مشتاق ہو شاید ترے دیدار کا — ہی جو ہر اختر مین عالم دیدۂ بیدار کا

تن سے ای شام جدائی دم نکل جاے مرا — ابتو صدمہ اوٹھ نہین سکتا فراق یار کا

ایکدم فرصت نظارہ سے نہین مجھ زار کو — مثل زندان ہوگیا روزن تری دیوار کا

باغ عالم مین نہین سیراب ہوتے اہل ظلم — خشک ہونا دیکھ لے ظالم لب سوفار کا

شوق دیدار اسکو کہتے ہین تصور نے مرے — ہر در و دیوار پر کھینچا ہی نقشہ یار کا

ہچکیون کی آرہی ہی میرے پہلو سے صدا — آج شاید دم نکلتا ہی دل بیمار کا

یار کا بھی دل بھر آیا مین اگر رویا کبھی — سلسلہ پہونچا کہانتک آنسوؤن کے تار کا

مُنہ چھپایا سخت جانی سے جو شرم آئی کمال — ہی بڑا احسان دل پر زخم دامندار کا

ہاتھ ای قاتل لگائے تھے یہ کس انداز سے — زخم کوئی ٹانک نہین سکتا تری تلوار کا

دم نعشق کا مسیحا سے نہ کم تھا ای حمید — کون پوچھے حال اب میرے دل بیمار کا

خبر جناب میر نادر حسین صاحب لکھنوی شاگرد جناب مشتاق لکھنوی

کان تیری ہی طرف ہی ہر گل گلزار کا — ہی چمن مین شور ای بلبل تری گفتار کا

آنکھون کو ارمان ہی اب دید روے یار کا — سر کو سودا ہوگیا ہی گیسوے خمدار کا

آگیا غیظ اوسکو زلفین دونون بل کھانے لگین — لے لیا بوسہ جو مینے عارض دلدار کا

زندگی مین جب نہ کھایا عاشق شیدا پہ رحم — لاش پر بیکار ہی آنسو بہانا یار کا

واہ کیا کہنا دل پر شوق کی چالاکیان — باتون باتون مین لیا بوسہ ترے رخسار کا

اب تڑپنے کی بھی طاقت جسم بسمل مین نہین — زخم کاری لگ گیا قاتل تری تلوار کا

چشم گل بھی دیکھے حال خراب جان کنی — باغ مین گر دم نکلتا بلبل بیمار کا

قتل کیا کیجیے گا عاشق کو کہ نازک ہاتھ مین — اوٹھ سکے گا بوجھ کیونکر آپ سے تلوار کا

دیکھ قاتل حشر کے دن قبر سے نکلا ہون مین — غلغلہ سُنکر تری خلخال کی جھنکار کا

حشر کے میدان مین تو ہوگا علم کے سایہ مین — ای خبر تجھکو وسیلہ ہی علمبردار کا

رمز جناب سید فاضل حسین صاحب لکھنوی شاگرد جناب مشتاق لکھنوی

یہ خبر موسی کو کب تھی شوق تھا دیدار کا
برق بنجائیگا ان آنکھون مین جلوہ یار کا

قہر کے باعث جو زہر آگین ہی ابروے یار کا
چشم مین چھٹکا ہوا ہی زہر اُس تلوار کا

ابر الطاف خدا برسا جو ابراہیم پر
آتش نمرود تختہ بنگیا گلزار کا

بند جب رہتی ہو نکہت غنچۂ سربستہ مین
راز پھر کیونکر کھلے اے دل دہان یار کا

حُسن یوسف کا کوئی اب ذکر بھی کرتا نہین
ہی بہت شہرہ زمانے مین شباب یار کا

ہی قضا قبضہ مین میرے قاتل سفاک کے
ہی اجل کا اک طمانچہ وار اوس تلوار کا

پتلیان کس طرح سے پھرتی ہین وقت جانکنی
یہ تماشا دیکھو مرگ عاشق بیمار کا

سجدے کرتے ہین ہزارون اشتیاق ذبح مین
ہی خم محراب کعبہ خم تری تلوار کا

رات کم باقی ہی ایجان تا کجا انکار وصل
آ و بھی بس سو رہین موقع نہین تکرار کا

پاس تو بیٹھا ہی گر ہی اسکا وقت آخری
حال بہتر ہی یہی ایجان ترے بیمار کا

رمز پہلو مین شب وصلت ہی وہ خورشید رو
واہ کیا کہنا ہمارے طالع بیدار کا

رضا جناب محمد برکت اللہ صاحب لکھنوی فرنگی محلی

داغ دکھائیگا جو عشق رنگ روے یار کا
آئیگا منہ کو کلیجا لالۂ کہسار کا

عشق ہو کیون بلبل دل کو نہ روے یار کا
خط رخ پر اوسکے عالم ہی خط گلزار کا

وعظ مین ہی آج مجمع سیکڑون میخوار کا
اب خدا حافظ ہی اے واعظ تری دستار کا

مشق کرنے کو یہ بلبل کے بنتے ہین قلم
شوق ہی اوس شوخ کو ایسا خط گلزار کا

باغ گل لالہ بنے اور چرخ پر پھوٹے شفق
چشم سے فوارہ گر چھوٹے لہو کی دھار کا

ناتوان مجکو کیا تھا اوس کمر کے وہم نے
کیا پتہ ملتا اجل کو میرے جسم زار کا

یاد ابرو مین گلا کاٹین گے اپنے ہاتھ سے
ہم نہ احسان لینگے اے قاتل تری تلوار کا

کس نے سکھلایا ہی بتلا دو مرے سر کی قسم
وصل کی شب مین بگڑ جانا یہ سو سو بار کا

کیا عضب ہی جو اپنے ہاتھو نمین حنا ملتا نہین
خون جب تک کر نہین لیتا ہی وہ دو چار کا

اُٹھ سکے دیوانہ تیرا اے پریرو کس طرح
سر پہ ہی جبن کی طرح سایہ تری دیوار کا

سیر کو جائے گا گر وہ غیرت یوسف رضا
بند ہو جائے گا رستہ مصر کے بازار کا

زہیر جناب مولوی آغا حسین صاحب گڑھ مانکپوری شاگرد جناب شاق لکھنوی

غیر سے سنتے ہو کیون وصف ابروے خمدار کا
لبہاون سے اپنے پوچھو کاٹ اس تلوار کا

عشق اوس طفل برہمن کا ہی میرے دم کے ساتھ　　جو مرا تار نفس ہی تار ہے زنار کا

وصف گل مین سرنگون ہین سب خوش الحان چمن　　عندلیبون کو ہی مشکل کھولنا منقار کا

دی ہی وحشت نے ہماری بادشاہی دشت کو　　آبلہ تلوے کا تاج سر ہی نوک خار کا

تم جو گلشن سے چلے آئے بچا کر اوسکی آنکھ　　دیکھنا حسرت سے دیکھو نرگس گلزار کا

نوجوانانِ چمن نے سر سے پھینکی ہی کلاہ　　دیکھ پایا جب سے ہی طرہ تری دستار کا

عاشقون مین اوسکو ابھی ہو گئی شاہی نصیب　　جسکو دم بھر مل گیا سایہ تری دیوار کا

کیا چمن بندی کے جوہر تھے تری تلوار مین　　تن پہ عاشق کے جو تختہ کھل گیا گلزار کا

فصل وہ برسات کی وہ بادہ نوشی کی بہار　　گھر کے وہ آنا چمن پہ ابر دریا بار کا

ہی سراسیمہ تلاش یوسف گم گشتہ مین　　تو زلیخا کو نیا سودا ہوا بازار کا

جبہ سائی کی ہوس مدت سے رکھتا ہی زہیر　　یا خدا دکھلا دے روضہ حیدر کرار کا

سجاد جناب نواب سید سجاد علیخان صاحب بہادر لکھنوی شاگرد جناب مشتاق لکھنوی

غیر کے کہنے سے مارا ہاتھ اک تلوار کا　　سر پہ ظالم نے رکھا احسان یہ بیکار کا

بنکے زاہد نام کا تیرے وظیفہ مین پڑھون　　ہو اگر تسبیح مین ڈورا ترے زنار کا

الفت اوس پردہ نشین قاتل کی پوشیدہ رہی　　مین ہوا ممنون دلکے زخم دامن دار کا

تیرے گھر کو بھی ہی نفرت تو جو ہی مجھسے خفا　　بھاگتا ہی دور سایہ بھی تری دیوار کا

شرم سے منہ اس طرف خورشید کر سکتا نہین　　منہ فلک ایسا ہی آئینہ ترے رخسار کا

سبزہ رنگونکی محبت مین جو ہون مجروح مین　　زخم پہ پھاہا لگاؤن مرہم زنگار کا

بعد مردن بھی نہ آنکھین بند میت کی ہوئین　　امتحان پورا ہوا اب حسرت دیدار کا

سیر کرکے جب چلا مثل صبا وہ گلبدن　　سبزہ ہر سو کروٹین لینے لگا گلزار کا

ہی یہ سکتا یا غشی بسمل کا کھل جائیگا حال　　سامنے لا ای ستمگر آئینہ تلوار کا

آمد فصل جوانی سبزہ کا آغاز ہی　　حسن پر ہی رنگ اب تیرے گل رخسار کا

لاغری سے ہون برنگ بوے گل ای باغبان　　پھاندنا مشکل مجھے کیا باغکی دیوار کا

سرور جناب خواجہ ولایت علیخان صاحب لکھنوی شاگرد جناب آتش و اسیر مرحوم

جلوہ ذات و صفات ایزد غفار کا　　آئینہ ہی روے انور احمد مختار کا

کیا عمامے کو ہوا نور رسالت سے فروغ　　رشک ماہ نو ہی ہر اک پیچ اوس دستار کا

یان سراپا نور ذات کبریا کا ہی ظہور
فخر تھا موسیٰ کو وان اک جلوۂ غفار کا

چاند کو دو ٹکڑے انگشت شہادت سے کیا
معجزہ مشہور ہی یہ سید ابرار کا

ہو گی جب محشر مین حضرت کی شفاعت سے نجات
سب پہ روشن ہوگا حال اللہ کے اقرار کا

مدح کر سکتے ہین قدسی کب سوا اللہ کے
جانتا ہی کون رتبہ احمد مختار کا

ہمصفیری سے مری روح الامین کو فخر ہی
بلبل نغمہ سرا ہون نعت کے گلزار کا

شعر میرے سُنکے پڑھتے ہین ہمیر پر درود
حال پوچھو قدسیو نسے نعت کے اشعار کا

اسقدر محو اطاعت تھے رسول دو جہان
امر حق تھا امر جو تھا احمد مختار کا

حرص دنیا چھوڑ چل سوے مدینہ ای ثمر
دیکھ ان آنکھون سے روضہ احمد مختار کا

شائق جناب نواب باقر علیخان صاحب بہادر لکھنوی شاگرد جناب مشتاق لکھنوی

کیا تحمل مجھکو ہوتا گرمیِ دیدار کا
جلوہ تھا دلسوز برق شعلۂ رخسار کا

جلوہ افزا تو ہوا اب کیا پوچھنا گلزار کا
رنگ پھیلا ہی چمن مین سرخیِ رخسار کا

بوسہ لیتا ہون شب وصلت جو روے یار کا
لب جلا دیتا ہی شعلہ آتش رخسار کا

ہی شگفتہ قتل ہونے پر کلی امید کی
سر ہمارا پھول ہی اک شاخ نخل دار کا

آگ صحرا مین لگادی میری وحشت دیکھیے
آہ قلب سوختہ نالہ تھا موسیقار کا

جھانکنے والون کی آنکھین تمنے پھوڑین کسلیے
بند کرنا تھا مناسب روزن دیوار کا

غم سے ہی مُنہ بند بولے کیا قفس مین عندلیب
اب کلید آہ سے کھلتا ہی در منقار کا

کہتے ہین اسکی نگہ کیون بدلی وقت واپسین
دیکھکر بگڑے ہین آنکھین پھیرنا بیمار کا

ہونٹھ اپنے چاٹتے ہین سب تن بسمل کے زخم
کسقدر خوش ذائقہ پھل ہی تری تلوار کا

ٹھوکرون سے دیکھتے ہین وہ جو مقتل کی زمین
ڈھونڈھتے پھرتے ہین مرقد کشتہ رفتار کا

بعد مردن سر کو مین پٹکا کیا تابوت مین
سامنا جب تک رہا قاتل تری دیوار کا

ثمر جناب نواب حاجی سید سلطان علیخان صاحب بہادر لکھنوی شاگرد جناب جلال لکھنوی

نام تک لیتے نہین ہین مُنہ سے جس آزار کا
وہ برا ہی روگ تیری آنکھ کے بیمار کا

کیون نہ شہرہ ہو بتون کے ابروِ خمدار کا
کاٹ ہی مشہور عالم ہند کی تلوار کا

وصل کی شب ہی اشارہ چشم مست یار کا
پی بھی لو تھوڑی سی اب موقع نہین انکار کا

آنکھ لڑتے ہی کیا کافر جب خوش چشم نے
تنگیا تار نظر ڈورا مجھے زنار کا

شکریہ

الحمد للہ کہ کسقدر دانونکی عین نظر توجہ سے تصویر عالم کی اشاعت کو پانچوان سال ہی اور یہ اپنے فرائض منصبی کو حسب وعدہ ادا کر رہا ہی جس سے اسکے خریدارونکو اسکے ہونہار کی ایک امید قوی ہوگئی ہی۔ انشاء اللہ اب پانچوین سال کی طرح چھٹے سال کی گرہ بھی اسکے سامنے کے رفتہ مین دیکھی جائیگی۔ یہ سب کچھ مگر خیر اسکا مدار حیات ہی ہمین پہلے اسکی کوشش لازم ہی وہ کیا؟

جا کے کہدینا یہ اوس بیدرد سے ای نامہ بر
حال اب دیکھا نہین جاتا ترے بیمار کا

زہر کیا تو نے ملایا ہی مے انگور مین
حال کچھ کھلتا نہین ساقی ترے ھرار کا

کر دیا مبہوت ایسا اوس صنم کے عشق نے
شیخ کو تسبیح پر دھوکا ہوا زنار کا

ہاے یہ کہنا کسی کا جام دیکر وصل مین
اپنے دل سے پوچھ لو موقع ہی یہ انکار کا

اوس ہلال ابرو کا جب آیا تصور ہجر مین
موت نے آئینہ دکھلایا مجھے تلوار کا

بسملون کا خون ایسا گرم تھا جسکے سبب
مٹ گیا قاتل ہر اک جوہر تری تلوار کا

سبزہ رنگون کی محبت نے کیا گھائل شترا
زخم پر پھاہا لگا دو مرہم زنگار کا

ضبط جناب حاجی سید سلطان احمد صاحب لکھنوی شاگرد جناب جلال لکھنوی

کہتے ہین سب جب سے ہون بیمار چشم یار کا
ہمنے جان بر ہوتے کم دیکھا ہی اس آزار کا

اک بت کافر کی الفت مین ہوا ایسا نحیف
جسم زار آخر کو ڈورا بنگیا زنار کا

واے قسمت وصل کی شب بھی نہین ملتا ہی چین
ڈھونڈھ لیتے ہین وہ پہلو کچھ نہ کچھ آزار کا

ابر بھی ہی مے بھی ہواے سرد بھی گلزار بھی
پھر تمھین کہدو یہ کوئی ہی محل انکار کا

اپنے پہلو سے اٹھا یا دور ہمکو بزم مین
اللہ اللہ آپ کو یہ پاس ہی اغیار کا

تھک کے پڑ رہتے ہین عاشق وصل کی امید پر
ہی معین زندگی سایہ تری دیوار کا

تو وہ تیر نظر ہی دل مگر ہی شوق دید
کیا کلیجا ہی تمھارے طالب دیدار کا

ای خوشا طالع کہ وہ خود آ ہین خوش خوش میرے گھر
کہہ گزر کچھ حال ای دل وقت ہی اظہار کا

سب تجھی کو جانتے ہین ای صنم اپنا خدا
ایک مذہب ہوگیا ہی کافر و دیندار کا

نشہ مین بھی وصل کی دیتے نہین مجکو زبان
کام بیہوشی مین بھی کرتے ہین وہ ہشیار کا

دل سلامت ہی تو ای ضبط ایکدن جائیگی جان
چھوڑتا ہی کب یہ جانا کو چہ دلدار کا

عابد جناب میر عابد حسین صاحب لکھنوی شاگرد جناب مشتاق لکھنوی

کیون تصور ہو نہ چشم و گیسوے دلدار کا
شوق دل کو ہی شکار آہوے تاتار کا

حال فرقت مین یہ ہی مجھ ناتوان و زار کا
جسم لاغر پر گمان ہی پیرہن کے تار کا

بند آنکھین جسنے کین طی ہوگئی راہ عدم
کیا سفر آسان ہی اس منزل دشوار کا

ایک حالت پر کسی کے ساتھ یہ رہتا نہین
طرز سیکھا ہی زمانے نے مزاج یار کا

حشر کے دن بھی رہے محروم نظارے سے ہم
روز یہ ہمنے سنا تھا آپ کے دیدار کا

وہ یہ کہ اسکے معاونون اور اسکے خریدارونکو چاہیے کہ بقیہ رقم اور پیشگی سے اسکی امداد کرین کہ یہ اپنے کار منصبی کے اجرا مین سرگرمی کرے اور اون حضرات کا شکر گزار ہو جنھون نے زر پیشگی سالانہ اور بقیہ رقم سے اسکی اعانت فرمائی ہی۔

مینیجر تصویر عالم

جوش وحشت مین چلا جس جا سے پھر آیا وہین
گردش پائے جنون ہی دائرہ پرکار کا

نور سے تیرے مکان پر نور ہی ای رشک ماہ
چاندنی مشہور ہی سایہ تری دیوار کا

گرم رفتاری کا میری دشت مین دیکھو اثر
بنگیا ہر آبلہ چھالا زبانِ خار کا

کم سنی مین جنبش ابرو سے کرتے ہو جو قتل
آگیا گردن پہ تمکو پھیرنا تلوار کا

آفتاب حشر کا مجھ دل جلے کو خوف کیا
وہ بجھا شعلہ ہی میری آہ آتشبار کا

مدت قید قفس بلبل کہے صیاد کیا
بال و پر سب گر گئے رنگ اوڑ گیا منقار کا

عطا جناب نواب وزیر حسن خان صاحب بہادر لکھنوی شاگرد جناب بحر مرحوم

کیون دکھایا مجکو اوس ظالم نے خم تلوار کا
کھنچ گیا آنکھون مین نقشہ ابروے خمدار کا

عکس ہی آئنہ خورشید مین رخسار کا
کوئی دنیا مین مقابل ہی مرے دلدار کا

کیا نتیجہ ہی ستم کا قول کا اقرار کا
دے چکے جب دل تو پھر موقع نہین تکرار کا

زاہدونکی پیروی شیوہ نہین میخوار کا
راستا بھولا نہین مین خانۂ خمار کا

نے چمن سے مدعا کا ہے نہ مین گلزار کا
پھول مجکو چاہیے اونکے گلے کے ہار کا

عالم زرین ہوا شیدا مین تیرا ای صنم
ذائقہ میری زبان پر ہی تری گفتار کا

مرحبا ای دل مہیا ہے وفا مردانہ باش
سامنا ہوتا ہی اکدن یار کی تلوار کا

مٹھیون مین زر ہی غنچون کے مگر بیفائدہ
گلشن دنیا مین ہی یہ حال ہر زردار کا

رات بھر کاٹے نظر آتے ہین مجکو خواب مین
جب سے عاشق ہون کسیکی کاکل خمدار کا

روے جانان کے تصور مین بندھا زلفونکا دھیان
ملگیا مجکو حلب سے راستہ تاتار کا

ہند مین مضطر عطا ہی یا حسین ابن علی
کیجیے اسکو طلب صدقہ علم بردار کا

فائق جناب مرزا ممتاز حسین صاحب شاگرد جناب مشتاق لکھنوی

آنکھون کو جم خم پسند آتا ہی ہر تلوار کا
دھیان ہی جب سے کسیکے ابروے خمدار کا

زخم دل کا اوبت قتال بخیہ ہو ابھی
مجکو ملجائے اگر ڈورا ترے زنار کا

نحس تارے گھیرے ہین ہر سمت سے مہتا کمو
اوس حسین کے گرد ہالہ ہی یہ کب اغیار کا

سوز دل مین بھی کمی ہو پیاس بھی میری بجھے
مجھکو ملجائے اگر پانی تری تلوار کا

پھر ہی ای مشق تصور قتل ہونے کی ہوس
پھر کھچا آنکھون مین نقشا بروے خمدار کا

جبکہ مردے جی اوٹھین اک لب ہلانیسے ترے
پھر نہ کیون مشتاق ہو عالم تری گفتار کا

جسکو سمجھے ہین قیامت خلق مین اہل جہان
وہ نمونہ ہی فقط ظالم تری رفتار کا

ہون مریض عشق لیکن کیون عیادتکو وہ آئین
ہان مثل سچ ہی نہین ہوتا کوئی بیمار کا

کیون نہین اک وار مین کرتا سر عاشق جدا
آج کس جا تارہا ظالم تری تلوار کا

آفتاب حشر کو فائق نے جب دیکھا کہا
ہی یہی چھالا ہمارے داغ آتشبار کا

قیصر جناب نواب سید امجد علیخان المعروف بہ وزیر صاحب شاگرد جناب فصاحت لکھنوی

شبہ ہوتا ہی چمن مین باغبان کو خار کا
لاغری سے حال یہ ہی بلبل بیمار کا

مجھسے پوچھے کوئی کیا کسنا نگاہ یار کا
تو تڑ حبس مین تیر کا ہی کاٹ ہی تلوار کا

گوش گل مین دیکھکر وقت طلوع آفتاب
ہی گمان شبنم کے قطرون پر در شہوار کا

جب بڑھی دو ہاتھ مقتل مین تو سر لیکر پھری
وار کب خالی گیا قاتل تری تلوار کا

دیکھنے والون کے سینون مین ہلے جاتے دل
ہی زمانے سے جدا طرز آپ کی رفتار کا

بیٹھتے ہین دھوپ مین ہم ناتوان جب زیر قصر
سایہ بھی ہمکو دباتا ہی تری دیوار کا

ماہ کامل سامنے سے تاسحر ہٹتا نہین ہے
شیفتہ یہ بھی ہی تیرے چاند سے رخسار کا

دل پکڑ کر بیٹھنا وہ میرا ای پردہ نشین ہے
گر کے جلدی جلدی اوٹھنا وہ تری دیوار کا

دل تڑپ کر سینے سے نکلا ہی دیکھین تو حضور
ہم تو ہم ہی شوق اسے بھی آپ کے دیدار کا

دیکھین کن آنکھون سے ہم ای بت ہین مانع ہور شک
ڈورا یون گردن سے لپٹا ہی ترے زنار کا

آپ نے دین بیلے صد ہا گالیان پھر بات کی
یہ طریقہ ہی نرالا آپ کی گفتار کا

ہجر کی شب نالے کرکے سر وہ ٹکرانا مرا ہے
وہ تزلزل گھر کا وہ ہلنا در و دیوار کا

جب شفق آلود ماہ نو نظر آیا مجھے
شک ہوا ای ترک تیری خون بھری تلوار کا

چرخ کو چھو لیتے ہین عاشق بڑھا کر اپنا ہاتھ
ہی ترفع اسقدر بام مکان یار کا

مجمع اغیار لا کر وہ کسی کا روندنا ہے
بیٹھ جانا وہ ہماری قبر کی دیوار کا

بلبلون کا خون جو سبزی پہ بہایا تو نے آج
رنگ ای صیاد دونا ہو گیا گلزار کا

جھانکنے کے واسطے آیا کوئی جب زیر قصر
آنکھ دکھلانے لگا روزن تری دیوار کا

کچھ لچک آئی کمر کی دیکھیے شمشیر مین ہے
کچھ کمر مین آگیا بل آپ کی تلوار کا

حاسدون کو کچھ نہین بن پڑتی جلنے کے سوا
چار سو قیصر جو ہی شہرہ مرے اشعار کا

مشتاق جمال الحسنات نواب محمد باقر علیخان صاحب لکھنوی مربی گلدستہ تصویر عالم دام اقبالہ

۸ شعرا جری ہین۔

شب جو میرے گھر مین پھیلا نور حُسن یار کا
بنگیا انجم سحر روزن ہر اک دیوار کا

کیا بیان ہو ضعف ایسے نالہ کش بیمار کا
جسکے اشکون مین چلن ہو نبض کی رفتار کا

وہ جنون کے جوش مین رو دیا چھالو نکا مرے
دشت مین وہ ہر قدم پر چھیڑ دینا خار کا

چرخ اخضر سے ہو میرے زخم دلکا کیا علاج
پھاہا اسکے پاس ہو اک مرہم زنگار کا

گر کے اوٹھ سکتا نہین ہو خاک پر وقت خرام
سایہ بھی کیا ناتوان ہو مجھ نحیف و زار کا

سر برہنہ کرکے واعظ کو بجھائے غم کی آگ
دل جلے رندون نے چھوڑا آبلہ دستار کا

دار پر منصور انا الحق پھر نہ کہتا ای جنون
پردہ کھلتا گر نہ میرے عشق کے اسرار کا

یہ بھی اوس ناوک فگن کی شوخیونکا تھا اثر
زخم کے رونے پہ ہنس دینا لب سوفار کا

سب بیان کردیگا ظالم تیری بیرحمی کا حال
منہ نہ تو کھلوا ہمارے زخم دامندار کا

دلمین ہو گر الفت عارض کے بدلے عشق زلف
نام ہو ظلمت کدہ میرے تجلی زار کا

بارش اشک عنادل بھی ہو رنگ افزاے باغ
دیکھ گل کی طرح کھل جانا ہر اک دیوار کا

قہقہہ اوٹھا ای جو اوسنے مین تڑپ کر بول اوٹھا
ایک ٹھوکر اور بس یہ ناز کی رفتار کا

تم دم گلگشت اپنے پاؤن سے روندو اگر
جاگ اوٹھے بخت خفتہ سبزہ گلزار کا

آئی کیا مشتاق باغ زندگانی مین بہار
اب خزان نے لے لیا ٹھیکہ مری گلزار کا

مشق جناب محمد مرتضیٰ خانصاحب خلف و شاگرد جناب مشتاق لکھنوی

جان لے ناز اور ہو مشہور ابرو یار کا
سچ مثل ہو بار ڈھ کاٹے نام ہو تلوار کا

کیا قصور ای ہمدم اس دیدہ خونبار کا
زخم ہو دلپر مرے تیر نگاہ یار کا

سرخ نہین کرتا وہ بھولے سے سوا آب حیات
جو کوئی پیاسا ہو تیرے شربت دیدار کا

یاد ہو ہمکو وہ بعد وصل کے صحبت کا لطف
وہ ہمارا چھیڑنا وہ منہ چھپانا یار کا

اوبت کافر تری الفت نے گھونٹا دم مرا
مجکو پھانسی بنگیا حلقہ ترے زنار کا

آج جیتا ہو مریض عشق کل مر جائے گا
پوچھنا کیا ہمدم ایسے جان سے بیزار کا

آسمان پر سب کو بجلی کے چمکنے کا ہو شک
شعلہ اونچا ہو جو میری آہ آتشبار کا

جا نہین دیدیکر مسافر جاتے رہین سوے عدم
سہل طی کرنا نہین اس منزل دشوار کا

مین کرون اصرار تم انکار ہو سے پر کرو
جان جان ہو وصل کی شب مین مزا انکار کا

جا کے کوچہ مین ترے عاشق کو شاہی ملگئی
بنگیا ظل ہما سایہ تری دیوار کا

سوز غم سے داغ جو پیدا ہوے ہین سیکڑون — مشق یہ پہلا ہی خلعت عشق کی سرکار کا

مجتبیٰ حقیر سید مجتبیٰ حسن لکھنوی منیجر تصویر عالم

کیف مے صورت نما ہی دوست کے دیدار کا — کیا بگڑتا ہی زوالِ عقل سے میخوار کا

ای پری وجوش وحشت مین یہ حسرت ہی مجھے — سر پہ جن بنکر چڑھے سایہ تری دیوار کا

قید سمجھے زلف خوبان کی محبت کو بشر — طوق گردن کا ہی سودا گیسوے خمدار کا

خوش ہون وہ بخشین سوال وصل پر ای ہمنفس — اونکی حجت مین مزا ہی تند کی تکرار کا

بامِ وحدت کی تمنا مین تصوف شرط ہی — بے انا الحق کے نہین ملتا ہی زینہ دار کا

کوئی خوشخط کیا مرے مدفن پہ نکلا تھا آج — کیون غبارِ قبر سبزہ بنگیا گلزار کا

بے اجل ممکن نہین درد محبت کا علاج — خاکِ تربت ہی مداوا عشق کے بیمار کا

طور سے کیون حضرت موسیٰ پھرے ہین دلشاد — برق کا جلوہ تھا کیا جلوہ جمالِ یار کا

جو بہت جھکتے ہین اونسے آدمی ڈرتا رہے — قامت اہل تواضع مین ہی خم تلوار کا

بعد مرنے کے معاصی کی گرانباری کھلی — ایک مین ہون ای ندامت اور کاندھا چار کا

خشک گلشن مین رہے سر پر نہ لے احسان ابر — مجتبیٰ کو ذوق دے یارب زبانِ خار کا

مضطر جناب میر جعفر حسین صاحب بنارسی

یہ ہوا آخر نتیجہ انتظار یار کا — کھنچ کے دم آنکھون مین آیا طالبِ دیدار کا

نرگسی آنکھون سے دیکھین حال کیا مجھ زار کا — کہتے ہین وہ غم نہو بیمار کو بیمار کا

ہان تصدق اپنی تیغ ابروے خمدار کا — وار کر مجھپر بھی ای قاتل لبِ تلوار کا

یہ نیا دستور ہی اوس شوخ کے دربار کا — نذر دے جب سر تو حاصل قرب ہو سرکار کا

زاہدون سے قول ہی یہ اوس بت عیار کا — دین ایمان باقی نہین رہتا کسی دیندار کا

ہو تصور مجھکو جسدم بادۂ گلنار کا — جام چھلکے کیون نہ ساقی دیدۂ خونبار کا

کہتے ہین وہ دیکھکر احوال مجھ بیمار کا — موت کر دیگی علاج آکر ترے آزار کا

ہو اثر اوس سنگدل پر اوس گھڑی ای نامہ بر — طرز ہو تیرے بیان مین گرمیِ گفتار کا

حالت دیوانگی مین اونسے کہہ گزرونگا سب — خوب حیلہ ہی یہ اپنے حال کے اظہار کا

جانکے بے درد دل مین اوس ستم ایجاد کو — قصد بھی کرتے نہین ہم درد کے اظہار کا

پڑھکے لوح قبر پر وہ مضطر غمگین کا نام — روتے ہین غم کرکے اوسکی حسرتِ دیدار کا

مقتول جناب مرزا فدا حسین صاحب لکھنوی شاگرد جناب مشاق لکھنوی

اسکو شاید لگ گیا کانٹا مئے گلنار کا
حال کیون ابتر ہی ای ساقی ترے میخوار کا

باغ مین تو چہچہے تھے روز و شب ای بلبلو
ہی قفس مین تمکو مشکل کھولنا منقار کا

اپنے مرنے سے ندامت ہی تہ مرقد مجھے
شاق ہی دل پر مرے آنسو بہانا یار کا

ہوگئے مشہور قاتل آپ میرے قتل سے
ہوگیا عالم مین شہرا آپ کی تلوار کا

تجھکو آنا ہی تو آ اب دیر کرنا کیا ضرور
ہی دگرگون حال ای عیسی ترے بیمار کا

دل ہزارون ہوتے ہین پامال ہنگام خرام
کچھ نیا انداز ہی ایجان تری رفتار کا

بعد مردن سوئے کس آرام سے پھیلا پاؤن
قبر عاشق پر جو ہو سایہ تری دیوار کا

دلمین رہجاتا نہ پھر بوسونکا ارمان وقت قتل
چومنا ملتا اگر قبضہ تری تلوار کا

ای جنون کچھ رحمت صحرا نوردی کم نہ تھی
یہ غضب ہی اور تلوون مین کھٹکنا خار کا

خلد مین جا کر پس مردن مجھے سودا ہوا
پھر گیا آنکھون مین نقشہ یار کی بازار کا

کیون فراری ہون مین ای مقتول دو نفس سے
نام ہی میری زبان پر حیدر کرار کا

ملال جناب شیخ امیر صاحب شاگرد جناب جلال لکھنوی از آکوٹ ملک برار

پھر تصور دل کو ہی چشم سیاہ یار کا
سامنا بیمار کو ہی پھر شب بیمار کا

بند جب سے ہوگیا روزن تری دیوار کا
سر پٹکنا کوئی دیکھے طالب دیدار کا

اک جہان بسمل ہی تیغ ابروے خمدار کا
مانتا ہی ہر بشر لوہا تری تلوار کا

ای طبیبو ہی عبث فکر دوائے درد دل
غیر ممکن ہی مداوا عشق کے بیمار کا

آیت سجدہ جو دیکھا سر کے بل مین گر پڑا
کھنچ گیا آنکھونمین نقشہ ابروے خمدار کا

سوئے در آنکھین لگی رہتی ہین اب آٹھون پہر
انکو لپکا پڑ گیا ہی انتظار یار کا

ہی عبث دعوی مسیحائی کا تمکو ای بتو
کر نہین سکتے مداوا عشق کے بیمار کا

شورش خورشید محشر کا مجھے کچھ غم نہین
سایہ ہی مجکو فقط کافی تری دیوار کا

مثل بلبل نالہ و آہ و فغان کرتا ہون مین
شیفتہ جب سے ہوا ہون اوس گل رخسار کا

چھوٹ جاؤن روز کے غم سے لگا دو ہاتھ ایک
سہل ہی آسان کر دینا تمھین دشوار کا

غیر ممکن ہی محال اب ہی رہا ہونا ملال
تا قیامت مبتلائے گیسوے دلدار کا

نادر جناب مرزا محمد نادر شاہ صاحب بہادر خلف جناب شاہزادہ

مرزا محمد شاہ عالم صاحب بہادر شاہزادہ دہلی شاگرد جناب پیارے صاحب رشید لکھنوی

حال ہی روشن یہ اونکے ابروے خمدار کا
ہی چمک مین ماہ نو اور کاٹ ہی تلوار کا

مردے جی اوٹھتے ہین ٹھوکر سے قیامت ہی بپا
یہ طریقہ ہی نرالا آپ کی رفتار کا

سر جدا میرا کیا دی رنج فرقت سے نجات
مجھپہ احسان ہی ترا قاتل تری تلوار کا

اسقدر سر اپنا ٹکراتا پھرا وحشی ترا
شق کلیجہ ہوگیا زندان کی ہر دیوار کا

لاغری نے کردیا ہی مجکو آنکھون سے نہان
ڈھونڈھتے ہین لوگ لاشہ مجھ نحیف و زار کا

ہی جفا مرغوب اونکو اور وفا مجکو پسند
میری عادت پھول کی اونکا طریقہ خار کا

جانتا ہی پائمالی مجھ نحیف و زار کی
دم بدم پھرتا ہی کیون سایہ تری دیوار کا

مہرتابان لوگ کہتے ہین زمانے مین جسے
ایک ہی سادہ سا ٹکا یہ جبین یار کا

بیکسی و یاس و حسرت کے سوا کوئی نہین
کس طرح اوٹھیگا لاشہ عاشق ناچار کا

خواہش چتری زری مجکو نہین ای شاہ حسن
مجھکو کافی ہی فقط سایہ تری دیوار کا

محفل عشرت مین نادر اوس گل خوبی نے آج
سامنے رکھا ہی گلدستہ ترے گلزار کا

وصف جناب نواب محمد وصی علیخان عرف سلطان صاحب بہادر نبیرہ جناب نواب اقتدار الدولہ بہادر مرحوم شاگرد جناب شاق لکھنوی

میرے قلب صاف مین عکس ابروے خمدار کا
آئینہ مین عکس ہی گویا کھنچی تلوار کا

دشت گردی مین بھی تھا کیا لطف ای جوش جنون
وہ لہو کی دھارین وہ تلوونمین چبھنا خار کا

لکھنے بیٹھا وصف اوس طفل برہمن کا جو مین
تار جو مسطر کا تھا ڈورا بنا زنار کا

آدھے آدھے جام مے کے ساری محفل کو دیے
بخل ساقی نے جلایا دل ہر اک میخوار کا

ہون وہ مجنون پاؤن زندان کی طرف بڑھنے لگے
غل جو سن پایا کہین زنجیر کی جھنکار کا

دشت کی جانب مجھے اب لیچل ای جوش جنون
ڈھونڈھتے ہین آبلے تلوؤنکے نشتر خار کا

قتل ہونے سے مرے شہرت برش کی ہوگئی
خون میرا بنگیا جوہر تری تلوار کا

وقت آخر تو عیادت کو مری بالین پہ آ
حال ہی اب غیر او ظالم ترے بیمار کا

میری آنکھون مین ہی ڈورا عشق چشم مست یار
برہمن زادے کو رشتہ چاہیے زنار کا

تو نصیحت کرنے تو آیا ہی ای زاہد مگر
بزم رندان مین خدا حافظ تری دستار کا

مہر انور مین جو ہی پیشانی روشن کی ضو
ماہ تابان مین ہی جلوہ عارض دلدار کا

نوٹ
پرچہ پہونچتے ہی اس طرحین غزلین مرسلت ہون — ع زندگی مین تو لباس اپنا فقیرانہ رہا۔ فقیرانہ قافیہ یکم نومبر تک
ع محفل آئینہ ہی اوس یار کی محفل خاموش
محفل قافیہ یکم دسمبر تک
ع۔ مار مجھے دیدار سے ترسا کے کسی نے
ترسا کے قافیہ یکم جنوری سنہ ۱۹۰۱ء تک

ستر ھوان باب

شکر آفندی اور قیدخانہ

شہزادیکے حکم کے بعد شکر آفندی معہ ہمراہین قیدخانے مین لائے گئے اور جیلر کے سپرد کیے گئے اور شہزادے کا حکم سپاہیون نے سنادیا کہ بہت ہوشیاری سے یہ لوگ قید رہین اور رعایت نیز بالکل نہو خوب سختی سے ان لوگون سے کام لیا جائے مگر چونکہ اوسوقت شب تھی اسواسطے شکر آفندی وغیرہ سب ایک کوٹھری مین بند کردیے گئے جسمین قریب سو قیدیونکے اور تھے جنھون نے ان لوگونکے پہونچتے ہی پہلے بہت اچھی طرح لات گھونسے سے دعوت کی بعد اوسکے بمشکل ان لوگونکو سفادرجگہ نصیب ہوی کہ شب بھر بیٹھے بیٹھے کٹی صبح سویرے ہی سے چرسے پر ان لوگونکو جمعدار نے لگادیا اگر کسی نے ذرا بھی کاہلی کی تو سر پر جوتا پڑا ایک تو جیلخانون مین سختی کا ہر شخص سے معمول ہی ہی دوسرے ان لوگونکے واسطے تو خود شہزادے کا تاکیدی حکم آیا ہی جو جیلر نے جیل کے جمعدارون سے بھی کہدیا ہی خدا خدا کرکے بارہ بجے کھانیکے واسطے چھٹی ہوئی شکر آفندی اور اونکے سب ہمراہی بھی روٹی لیکر آئے اور ایک جگہ بیٹھکر کھانے لگے مگر شکر آفندی سے کسی طرحسے وہ روٹی نہین کھائی گئی ایک رات بھر کے جاگنے کی وجہ سے دوسری صبح سے اور بارہ بجے تک چرسا کھینچتے کھینچتے ہاتھون مین آبلے پڑگئے تھے ہاتھ پیرون سے اوٹھا بیٹھا نہین جاتا تھا سر جوتے پڑنے سے سوج گیا تھا بیچارے سپاہی جو ہمراہ انکے قید ہوے تھے وہ تو غریب محنت مشقت کے آدمی تھے اونھون نے وہ روٹی کھالی اور شکر آفندی سے کہا کہ آپ بھی جلد روٹی کھا لیجیے نہین تو گھنٹی ہو جائیگی اور پھر روٹی کھانا بھی نصیب نہوگی

شکر آفندی نے کہا مجھسے تو یہ روٹی نہین کھائی جائیگی۔

ایک سپاہی نے کہا اب صبر شکر کرکے یہی روٹی کھا لیجیے نہین تو بھوکون مریے گا کام ناطاقتی سے

اور نہوگا تو پھر بڑا سامنا ہوگا "

شکر آفندی۔ "بڑا سامنا کیا ہوگا؟"

وہی سپاہی۔ "بڑا سامنا یہی ہوگا جو چرسہ نہ کھینچنے سے ہوا تھا یعنے جو تمکا سامنا ہوگا "

شکر آفندی۔ (خفا ہوکر) "بے ادب تو کیسی باتین کرتا ہو"

وہی سپاہی۔ "جو شکر آفندی کی باتون سے ہمیشہ جلا کرتا تھا حرامزادے بے ادب کہتا ہو تو بڑا با ادب ہو اب ساری قلعی کھل جائیگی ہزارون بندگان خدا کا دل دکھایا ہو یہ بن بیاہی لڑکیو نکا اور اونکے مان باپ کا بلک بلک کر رونا کیا اوپر ہی اوپر جائیگا کمبخت بے غیرت کو اب بھی خیال نہیں آتا اور ہم لوگون سے قیدخانے مین بھی حکومت کرتا ہو یہ نہین سمجھتا کہ ہماری وجہ سے یہ لوگ بھی بیگناہ پھنسے "

اور سب سپاہی (اپنے ساتھی سے) "بھائی جانے دو اور او ٹھو چلو گھنٹی ہورہی ہو ہم لوگ تو مزدور آدمی ہین کسی نہ کسی طرح سے یہ دن کاٹ ہی لینگے۔ ہان انکو معلوم ہوگا کہ جو بے چرب لقمے کے کھاتے ہی نہین تھے اور بے نرم بچھونے کے سوتے نہ تھے "۔

یہ کہکر وہ سپاہی اوٹھا جسکے ساتھ ساتھی بھی فوری اوٹھے اور اپنے کام کو جاکر کرنے لگے اب شکر آفندی جو چاہتے ہین کہ اوٹھون تو اوٹھا نہین جاتا آخر بہزار جد کھا اوٹھے اور کنوین پر پہونچے۔

جمعدار۔ "سب کے ساتھ کیون نہ آیا جو دیر کی "

شکر آفندی۔ "مجھسے اوٹھا نہین جاتا جیلر صاحب سے جاکے عرض کرو کہ میرے سپرد کوئی اور کام بیٹھے بیٹھے کرنے کا کر دیجیے "

جمعدار۔ (ایک جوتا مارکر) "حرامزادے قیدخانہ بھی خالہ جی کا گھر بنا یا ہو "

آخر مجبور ہوکر شکر آفندی چرسہ کھینچنے لگے اب ہر روز یہی کیفیت ہوتی تھی کہ شکر آفندی پر غضب جبر ہوتے تھے خصوصا صاحب سے ملازمین جیلخانے کو یہ حال سب معلوم ہوگیا کہ

شکر آفندی شہزادہ ہندیہ کا مصاحب ہی اور وہان سے دو عورتونکو لیکر یہان آیا ہی
اور روپیہ والا ہی تو اس سبب ملازم لوگ اور سختی سے پیش آتے ہین اور چاہتے ہین
کہ روپیہ منگوا کر ہمکو دے۔
آخر شکر آفندی روز کی مار پیٹ سے علیل ہو کے جیل کی اسپتال مین گئے وہانکے ملازمین
بھی انکے حالات سے بخوبی واقف تھے اسوجہ سے انکو وہان بھی راحت نصیب نہوئی

اٹھارھوان باب

ہمسا مصیبت زدہ کوئی نہوگا ہم پر رحم کیجیے

حسینہ اور جمیلہ کو اب دس بارہ روز اوسی کوٹھی مین رہتے ہو چکے ہین دن پر دن شہزادیکی
کیفیت بدلتی جاتی ہی اور ہر روز ایک نئی خواہش پیش کیجاتی ہی کسی دن یہ کہا گیا کہ کھانا
دسترخوان پر ہمارے ہمراہ ہو کسی دن یہ حکم ہوا کہ اب فقط شبکو تم دونون آدمی اوس کمرہ
مین رہا کرو اور دن بھر ہین ہمارے پاس رہا کرو۔ آج بعد کھانا کھانیکے شہزادے
نے فقط جمیلہ کو بلایا اور کہا کہ تم دونون آدمیون سے اسوقت تک جو برتاؤ مینے کیا ہی
وہ تمپر بخوبی ظاہر ہی مگر آجتک کسی طرح سے تمنے خیال نکیا ہر چند تم دونون آدمی عقلمند ہو
اور سمجھ گئین کہ میری حالت کیا ہی مگر اوسپر بھی کوئی توجہ اور خیال تمکو نہین ہوتا اب عنان
صبر و تحمل میرے ہاتھ سے چھوٹی جاتی ہی مینے اسوقت تنہا تمکو اسیواسطے بلایا کہ تم
حسینہ کو سمجھا کر جس ترکیب سے بن پڑے میرے ارمان دل نکالنے پر راضی کردو نہین کیا
فائدہ کہ ملال تمکو پہونچا اور زبردستی کوئی کام ہمنے کیا تم جانتی ہو کہ تمہارے ہی واسطے
ہمنے اپنے دوست سے بگاڑی۔ شہزادہ ہندیہ کو ہمنے لکھ بھیجا ہی کہ ہمنے شکر آفندی کو
مع ہمراہیون بموجب تمہاری طلب کے روانہ کردیا تھا راہ مین جو گجنیو اونکو گرفتار کرلیگئے
گرفتین ہی کہ میرے اس لکھے کا شہزادہ ہندیہ کو یقین نہو۔

میلہ یہ تقریر سنکے ششدر سی ہوگئی ہرچند چاہتی تھی کہ جواب دے مگر زبان کسی طرح سے
ریائی نہین دیتی تھی آخر تھوڑی دیر کے بعد شہزادہ نے کہا کہ تمنے میری بات کا کچھ جواب نہ دیا
میلہ (ڈرتی ہوئی ہاتھ جوڑکر) حضور از برائے خدا آپ ہم دونون آدمیون سے دست بردار
ہو جیے اور اپنی جوانی کا صدقہ ہمکو آزاد کر دیجیے کہ ہم پیدل جدھر مقدر لیجائے چلے جائین او
ین مکرر عرض کرتی ہون کہ خدا کا واسطہ ہمپر رحم کیجیے ''

ہزادہ ''مین بھی مکرر کہتا ہون کہ بیکار کی باتون سے کام نہین چلے گا جو مین کہتا ہون وہ
ب ضرور کرنا ہوگا چاہے خوشی سے کرو اور چاہے رنج سے ''

میلہ نے سکوت کیا تھوڑی دیر تک شہزادہ بھی چپکا بیٹھا رہا آخر کو کہنے لگا کہ جاؤ اور حسینہ سے
وجنے کہا ہے کہو اور جلد اونکو راضی کرو۔

میلہ چپکی اوٹھی اور اوس کمرہ مین چلی آئی۔

سینہ ''بہن کہو خیر تو ہے کیا باتین ہوئین ''

جمیلہ کو روتے دیکھ کے۔

حسینہ ''ہین بہن تم تو رونے لگین خدا کے لیے جلد ہی بیان کرو نہین تو میرا دم پھڑک کر نکلجائیگا ''

جمیلہ ''کیا بتاؤن مختصر یہ ہے کہ اب بر وکسی طرح سے بچتی نہین معلوم ہوتی شہزادہ صاحب تم پہ
عاشق ہین اور وصل کے از حد خواہشمند کہتے ہین کہ اگر خوشی سے منظور کیا تو خیر ورنہ زبردستی
کیجائیگی۔

حسینہ ''دیکھو بہن مین پہلے ہی ڈرتی تھی اچھا پھر اب کیا کرون کاش شکر آفندی ہی ہمکو لیجاتا
کہ وہان شاید کوئی صورت رہائی کی نکلتی اب یہان تو کچھ ہو ہی نہین سکتا اچھا اپنی سوائے جان
دینے کے کوئی تدبیر نہین ہے ''

جمیلہ ''ہان اب یہی تدبیر ہے اور سوائے اسکے چارہ ہی نہین ہے۔ (ایک انگوٹھی ہیرے کی
حسینہ کو دیکر) لو اسکا نگ تم کھالو اور ایک انگوٹھی کا ہیرا مین کھائے لیتی ہون ''

حسینہ نے جمیلہ خدا کا واسطہ اور تمکو قسم ہو میری ہی جان کی کہ تم نہ کھاؤ آخر تمکو کیا سبب ہو کہ تم اپنی جان دو اسلیے کہ تمسے ان لوگون کو کوئی تعلق نہین ہو فقط میری ہی جان کا جھگڑا ہو"

جمیلہ۔ بات کاٹ کر اور بگڑ کر "جی ہان سچ ہو کہ مجھسے ان لوگونکو کیا کام ہو مگر مجھ سے ہو گا کہ مین تمکو جان دیتے دیکھون اور خود زندہ رہون آخر بہت جھگڑے اور بہت سی باتون کے بعد یہ رائے قرار پائی کہ دونون آدمی ہیرا کھالین مگر اب یہ جھگڑا ہونا شروع ہوا کہ پہلے کون کھائے حسینہ انگوٹھی سے ہیرا نکالکر کھایا چاہتی تھی اور جمیلہ ہاتھ مین لیے ہوئے یہ کہہ رہی تھی کہ ہرگز مین ابھی کھانے ندونگی پہلے مین کھالون اور جان دیدون تو پھر تم کھانا۔

جمیلہ کو حسینہ پاس بھیجکے شہزادہ دروازے کی آڑ مین چھپکے یہ باتین سن رہا تھا حسینہ کے ارادے کو دیکھکے بیتاب ہو کے کمرے مین چلا آیا اور حسینہ کے ہاتھ سے ہیرے کا نگ چھین لیا حسینہ اور جمیلہ نے جلدی سے گھبرا کے چادرین اوٹھائین اور اوڑھ لین مگر جب تک یہ لوگ چادرین اوڑھین اوڑھین شہزادے نے حسینہ کو اچھی طرحسے دیکھ لیا اب کیا تھا اور محبت بڑھ گئی مگر اس دیکھ لینے سے یہ ایک اچھائی ہوئی کہ حد سے زیادہ محبت ہو جانے سے حسینہ پر شہزادہ کو رحم آگیا اور اپنے دل مین یہ تجویز کر کے یہ رائے قرار دے لی کہ ابھی چندے حسینہ کو اسی حالت پر رہنے دو کہانتک انکار کرینگی آخر بعد تھوڑے دنون کے راضی ہو جائینگی اور جلدی مین یہ خوف ہو کہ ایسا نہو کسی وقت یہ اپنی جان دیدین جب یہ رائے شہزادے نے اپنی قائم کر لی تو جمیلہ سے کہا کہ تم اب مطمئن رہو مین تمسے زبردستی کسی قسم کی خواہش نکرونگا اور جب تک تم خود راضی نہو گی کوئی بات چاہے کسی قسم کی ہو نکرونگا۔

یہ سنکر جمیلہ نے دعائین دینا شروع کین۔

حسینہ نے اسوقت آپ ہم دونون کو جان نہین دینے دیتے مگر ہم سچ آپسے کہتے ہین کہ کسی نہ کسی وقت ہم ضرور جان دیدینگے اور اگر آپ کو کچھ خدا کا خوف ہو اور دو جانون کے بچانیکا ثواب لینا ہو تو ہم دونون آدمیون کو جانے دیجیے کہ جدھر ہمارا خدا ہمکو لیجائے ہم چلے جائین

اور ہم بقسم کہتے ہین کہ ہم ہندیہ بجائینگے اور ہندیہ مین کبھی ہماری خبر کسیکو معلوم نہوگی "
شہزادہ نے جھوٹی جھوٹی قسمین کھاکر آجتک مینے تمھارے والد کو اطلاع نہین کی تھی اب مین اطلاع کرتا ہون تم مطمئن رہو۔ اب تمھارے والد تمکو جلد بلوالینگے اور یون جانے دینے مین میری ہزارون طرحکی بدنامی ہنو اور اگر تمکو یہ خیال ہو کہ مین مثل سابق کے اب بھی جھوٹ کہتا ہون اور تمھارے والد کو اطلاع نکرونگا تو اسکا یہ جواب ہو کہ جب اب مجکو تمسے کسی قسم کا مطلب نہین رہا تو مین تمکو رکھکر کیا کرونگا اور اسکا حال کہ مجکو اب تمسے کچھ مطلب رہا ہو یا نہین تمکو وہ ہو ایک روز مین معلوم ہوجائیگا "

حسینہ کچھ اور کہا چاہتی تھی کہ جمیلہ شہزادیکو مخاطب کرکے کہنے لگی اچھا آپ انکے والد کو جلد اطلاع کردیجیے لیکن اگر اکی مہینا بیس روز گزر گئے اور ہمارے لینے کو کوئی نہ آیا تو ہم دونون ضرور اپنی جان دیدینگے ۔

شہزادہ نے نہین مہینہ بھر مین کیونکر آدمی جاسکتا ہو پندرہ بیس روز مین تو آدمی یہان سے وہان پہونچیگا پھر اسیقدر عرصہ مین وہان سے یہان آدمی آئیگا "

جمیلہ نے اگر یہان کا آدمی پندرہ روز مین وہان پہونچیگا تو وہ لوگ ضروری دومنزلہ کرکے آٹھ ہی روز مین یہان پہونچ جائینگے تو اس خیال سے پچیس دن ہوے ہم زیادہ سے زیادہ ایک مہینہ راہ دیکھتے ہین "

شہزادہ اچھا کہکر اپنے کمرے مین چلا گیا ۔

اونیسوان باب

شہزہندیہ اور قاصد

دس بجے دن کا وقت ہو شہزادہ دربار مین بیٹھا ہوا ہو شہر کے کاروبار سے جلدی جلدی چھٹی کرلی ہو دربار برخاست کردیا ہو لوگ درباری اوٹھنے بھی نہین پائے ہین کہ دور شراب کا

چلنے لگا اور شہزادے نے مصاحبین کو مخاطب کرکے کہا کہ بہت دنوں سے ثروت پاشا اور شیخ صالح وغیرہ کی کچھ خبر نہیں معلوم ہوی۔

ایک مصاحب "وہ سب قریب الرگ ہیں مینے سُنا ہی کہ ثروت پاشا اب اوٹھنے بیٹھنے سے بھی معذور ہو گئے ہیں اور شیخ صالح وغیرہ تو زندہ درگور ہیں"

شہزادہ "حساب لگاؤ کہ شکر آفندی کی لینے کو آدمی گئے ہوسے کسقدر عرصہ ہوا"

مصاحبین "حساب کرکے — آج شام تک یقین ہی کہ شکر آفندی آجائیں"

یہ سُنکے شہزادے کے چہرے پر خوشی کے آثار ظاہر ہوئے تھے کہ ایک چوبدار نے آکر عرض کی کہ شہزادہ جبل کا قاصد آیا ہی۔

مصاحبین لیجیے شکر آفندی بھی آگئے ہونگے معلوم ہوتا ہی کہ بموجب حکم وہ شکو شہر مین وارد ہونگے قاصد اسیوقت چلا آیا"

شہزادہ "اچھا قاصد کو بلالو"

قاصد سامنے حاضر کیا گیا۔

شہزادہ۔(قاصد سے) "شکر آفندی کہان ہین یہان سے کسقدر دور اونھون نے قیام کیا ہی"

قاصد۔(اپنے دلمین پریشان ہوکر) "شکر آفندی کا پتا بھی نہین ہی اور شہزادہ صاحب یہ فرما رہے ہین کہ کتنی دور قیام کیا ہی قاصد نے کچھ جواب ندیا اور ایک لفافہ نکالکر شہزادے کے سامنے پیش کیا"

شہزادہ "تمنے پہلے یہ نہ بتایا کہ شکر آفندی نے کہان قیام کیا ہی قاصد نے پھر کچھ جواب ندیا اوسپر مصاحبین نے کہا کہ شاید یہ شخص بہرا ہی۔

شہزادہ۔(خفا ہوکر) "کیا سچ کہ تو بہرا ہی جو جواب نہین دیتا"

قاصد "حضور مین بہرا نہین ہون مگر شکر آفندی کا حال مین کچھ نہین جانتا ہون آپ خط پڑھیے معلوم ہو جایگا"

ابتو شہزادے کو اضطراب ہوا اور جلدی سے لفافہ چاک کرکے خط پڑھنا شروع کیا خط پڑھنے کے بعد

شہزادہ کی حالت دگرگون ہوگئی اور یہ کلمہ بیساختہ منہ سے نکلا غضب ہوا مین تو کہین کا نرہا
مصاحبین "حضور خیریت تو ہی از براے خدا جلد بتائیے"
شہزادہ :۔ (خط دکھاکر) دیکھو ایک مصاحب نے خط لیکر پڑھا جسے سب نے سُنا
اب تمام صحبت مین ہائے واے کا ہلڑ ہونے لگا شہزادہ نے اوسی مصاحب سے کہا
جسکے ہاتھ مین خط تھا کہ پھر پڑھو اوسنے پھر پڑھا یہ لکھا تھا کہ ہمنے شکر آفندی کو معہ ہمراہین
بموجب تمھاری طلب کے روانہ کیا تھا مگر شہر جبل سے پچیس کوس شکر آفندی وغیرہ
جاپائے تھے کہ راہ مین عرب نیزہ گرے اور کچھ لوگون کو قتل کیا اور کچھ کو اسیر کرکے لیگئے
دربار مین یہی ذکر ہو رہا تھا کہ پھر ایک چوبدار نے آکر عرض کی شکر آفندی کے ہمراہین
سے ایک آدمی والیس آیا ہی حضور کی قدمبوسی کا امیدوار ہی۔
شہزادہ "جلد حاضر کرو۔ فوری وہ شخص جسکا نام مرتضی تھا حاضر ہوا اور تمام
کیفیت شکر آفندی کے قید ہونیکی اور شہزادے کا حسینہ کو اپنی کوٹھی مین لیجانیکی
بیان کی۔
ناظرین کو تعجب ہوگا کہ یہ ہمراہی شکر آفندی کہان سے پیدا ہوا اور کیونکر ہندیہ
تک پہونچا۔ کیفیت اسکی یہ ہی کہ جسوقت شہزادہ جبل نے شکر آفندی کو معہ ہمراہین
اپنی کوٹھی مین بلوایا تو یہ شخص مرتضی نامی کسی ضرورت سے بازار گیا تھا یہ ہمراہ
شکر آفندی کے شہزادے تک نہین پہونچا اور بازار سے اوسوقت والیس آیا
کہ جب شکر آفندی وغیرہ جیلخانے جاچکے تھے اور تمام شہر مین مشہور ہوچکا تھا کہ
شکر آفندی وغیرہ بحکم شہزادہ قید کیے گئے پس یہ خبر سُنکر یہ شخص سیدھا ہندیہ روانہ
ہوا۔ ہرچند مرتضی آٹھ دن پہلے جبل سے چلا تھا مگر قاصد کے ساتھ اسوجہ سے پہونچا
کہ قاصد نزدیک کے اوس راستے سے آیا جدھر سے مسافر نہین آتے ہین۔ اب
شہزادہ ہندیہ کے غصہ کی کیا انتہا تھی بس جب تمام کیفیت مرتضی سے سُن چکے تو فوری

قاسم کو جیلخانہ بھجوا دیا اور ایک ایلچی معہ پانچہزار سوار دنکے روانہ کیا جس سے زبانی یہ کہدیا کہ اگر شہزادہ جبل حسینہ کو ہمارے ساتھ نکردے تو اوسیوقت اعلان جنگ دیدینا اور ہم بعد ہمارے روانہ ہونیکے اور فوج بھی بھیجینگے اسواسطے کہ یقین ہو کہ شہزادہ جبل اب خوشی خوشی حسینہ کو کسی طرحسے ندیگا۔

ایک مصاحب۔ (اوسی ایلچی سے) جسکا نام کرنل محمد آغا تھا کہنے لگا محمد آغا صاحب اگر نوبت لڑائی کی آئے اور آپ کو فتح ہو اور فتح آپ کو ضرور ہی ہوگی تو شنکر آفندی کو سب سے پہلے قید سے رہائی دیجیے گا اور اگرچہ ہمیں شہزادہ ہندیہ آپ سے ڈر کے حسینہ کو آپ کو دیدے تو بھی شنکر آفندی کو ضرور جبل سے چھڑوا کے لیتے آیئے گا بعد اس فہمایش کے شہزادے نے محمد آغا کو رخصتی خلعت دیا اور جلد روانہ ہونیکی تاکید کی۔

کرنل محمد آغا تسلیم کرکے اپنے مقام پر آیا پانچہزار سوار ہمراہ لیکر شہر جبل کی طرف روانہ ہوا بعد جانے محمد آغا کے شہزادے نے سلطان آفندی کمانڈر انچیف جو بعد استعفا ثروت پاشا مقرر ہوے تھے بلایا اور اونسے کہا کہ آپ خود معہ اپنی فوجکے پوری پوری تیاری لام پر جانے کی کیجیے اسواسطے کہ شہزادہ جبل سے جو اس سرکار سے معاہدے ہیں وہ اوسنے توڑ ڈالے لہذا سزا دینا اونکو ضروری ہے اور مرتضی سے بہت تاکید سے کہدیا کہ شنکر آفندی کا حال اور حسینہ کا کسیکو معلوم نہو ورنہ تمکو سخت سزا دیجائیگی۔

تمام شہر میں یہ شہور کرادیا کہ شہزادہ جبل نے اوس معاہدہ کو جو قبل بادشاہ جبل سے اور بادشاہ ہندیہ سے تھا بعد تخت نشین ہونے ہمارے توڑ ڈالا لہذا جنگ کا ارادہ ہے۔

اب تمام شہر میں لڑائی کا ہلڑ ہوگیا اور ہر گلی کوچے میں جسکے منہ سے سنیے بس یہی ذکر بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ تمام شہر کے لوگوں نے سوائے لڑائی کے ذکر کے اور کسی قسم کے ذکر کی قسم کھالی تھی لیکن یہ سب کچھ تھا مگر فوجکی تیاری کا کچھ بھی بندوبست نہیں دکھائی دیتا تھا بلکہ ہر سپاہی اور ہر افسر جا بجا شرابیں پیے فضول فضول اپنی بڑائیاں کیا کرتے تھے۔

(چونکہ شہزادے کو خود شراب کا شوق تھا تو اکثر ملازم شراب خوار ہی رکھے جاتے تھے۔ دوسرے شراب پینے کی کسی شخص کو ممانعت نہ تھی چاہے فوجی ہو چاہے سول کا ہو) افسوس ایک ثروت پاشا کی افسری کا زمانہ تھا ایک اب سلطان آفندی کا زمانہ ہے کہ فوج کا یہ رنگ ہے جو ناظرین نے ملاحظہ کیا خود سلطان آفندی رات دن مخمور اپنی طوائف سے کہا کرتے تھے اب بہت جلد ہمسے اور تمسے جدائی ہوگی اسلیے کہ ہمکو لڑائی پر جانا ہے جسکے جواب مین وہ طوائف یہ کہتی تھی کہ واہ کبھی اکیلے مینے جانے نہ دیا ہو۔

آج چھٹے دن ہی پھر شہزادہ صاحب نے سلطان آفندی کو بلوایا اور پوچھا کہو سب سامان فوجکا درست ہوا اور قواعد وغیرہ جنگی تمنے کرائی۔

سلطان آفندی ''حضور کے اقبال سے سب درست ہوا اور مینے سب طرح سے فوج کا امتحان لے لیا ہے''

شہزادہ ''اچھا آج دس ہزار آدمی بماتحتی محمد علی پاشا اور روانہ کردو''

ناظرین ان محمد علی پاشا سے واقف ہونگے یہ وہی محمد علی پاشا ہین جو گھوڑ دوڑ کے منتظم تھے۔

سلطان آفندی ''بہت خوب مگر ابھی میرے نزدیک تو ضرورت نہین ہے آیندہ حضور کا جیسا حکم ہو محمد آغا تو گئے ہین اونکا پیام آنے اگر اونھون نے عہد نامہ کرالیا تو پھر اسقدر فوج کے خرچ کی زیر باری کی کیا ضرورت ہے

سلطان آفندی نے یہ رائے شہزادے کو دو تین وجہون سے دی ایک تو یہ کہ فوج بے ترتیب ہے میری بدنامی ہوگی جو دیکھے گا فوجکو روانہ ہوتے مجھکو نام رکھے گا دوسرے انکو یہ بھی امید تھی کہ محمد آغا کیا عجب کہ اوس امر کو طے کرائے جسکے واسطے یہ جھگڑا ہے مگر چونکہ شہزادے کو یقین تھا کہ جیسے حسینہ کے عشق مین میری حالت ہے وہی شہزادہ جبل کی بھی ہوگی تو پھر یہ امر آسانی سے طے نہین پائیگا یہ سونچکر شہزادے نے کہا۔

شہزادہ ''نہین تم ضرور کل فوج روانہ کردو ہر چند مصالحت کا خیال ہے مگر چند وجوہ سے یہی مناسب ہے

کہ ایک جز امر یہ بھی اسقدر فوج بھیجدی جائے کہ شہزادہ جبل کو آیندہ کسی امر کی جرأت نہو
سلطان آفندی نے بہت خوب کل فوج روانہ ہوجائے گی ؟
یہ کہکر تسلیم کرکے شہزادے سے رخصت ہوکر گھر چیلا آیا اور اوسیوقت پانچ پلٹنون اور
تین رسالون اور دو توپخانون کو حکم دیدیا کہ کل محمد علی پاشا کے ماتحتی مین جبل کی طرف روانہ ہو
جسوقت محمد علی پاشا کو اطلاع ہوی کہ کل ہمراہ فوجکے روانہ ہونا ہوگا اوسیوقت وہ گھوڑے پر
سوار ہوکر بغدادیہ گئے اور حفیظ محمد پاشا سے ملاقات کی اور سب حال اپنے کل روانہ ہونے کا
بیان کیا اور کہا کہ اگر مین اس لڑائی مین کام آیا تو امید وار دعاے مغفرت کا ہون جسکو
سُنکر حفیظ محمد پاشا نے رو رو کر کہا کہ بھائی تمکو خدا کو سونپا حسرت تو یہ تھی کہ ہم تم ایسے
واقعون مین ساتھ ہوتے اور ایک دوسرے کا سینہ سپر رہتا مگر فلک کو یہ بھی منظور
نہوا خیر اگر تم اودھر جان بحق ہوے تو انشاء اللہ تھوڑے ہی دنون بعد ہم بھی تمسے
ملجائینگے اور اگر تمکو پروردگار عالم زندہ وسلامت واپس لایا اور ہم نہوے تو تم دعا سے
غافل نرہنا ـــ
ثروت پاشا بخار کی وجہ سے بیہوش تھے بہزار خرابی حفیظ محمد پاشا نے اونکو ہوشیار کیا
اور کہا کہ دیکھو بیٹا محمد علی پاشا دیکھنے آئے ہین دو تین منٹ تک ثروت پاشا سے اور
محمد علی پاشا سے باتین ہوین بعد اوسکے ثروت پاشا کو پھر غشی سی طاری ہوگئی ـــ
محمد علی پاشا رخصت ہوے ـــ

بیسوان باب

محمد آغا کا شہر جبل پہونچنا

کرنل محمد آغا جب معہ ہمراہین قریب شہر کے پہونچے تو ملازمین شہزادہ جبل نے روکا
اور کہا کہ جب تک ہمکو ہماری سرکار کا حکم نہ آجائیگا جب تک ہم نہ جانے دینگے مجبور اً

محمد آغا سرحد پر رُکے اور شہزادہ جبل کو اطلاع دی گئی کہ شہزادہ ہند یہ کا ایلچی معہ پانچہزار سپاہ کے آیا ہی کیا حکم ہوتا ہی جب آدمی شہزاد جبل پاس پہونچا اور شہزادہ کو معلوم ہوا کہ پانچہزار آدمیون کے ساتھ ایلچی آیا ہی تو اپنے مشیرون سے مشورہ کیا کہ کیا کیا جائے مشیرون نے یہ مشورہ دیا کہ ایلچی موافق قاعدہ کے بُلایا جائے اسواسطے کہ ایلچی کو نہ آنے دینا قاعدے کے بالکل خلاف ہی مگر پانچہزار سپاہ کو ہمراہ نہ آنے دینا چاہیے بلکہ یہ کہلا بھیجا جائے کہ ہر چند کوئی خوف سرکار کو پانچہزار سپاہ سے نہین ہو مگر قاعدے کے خلاف ہی کہ ایلچی کے ہمراہ اسقدر آدمی ہون لہذا پانچسو آدمیون کے ساتھ ایلچی کو آنے دو جب یہ حکم سرحد پر پہونچا اور محمد آغا کو اس حکم کی اطلاع ہوئی مجبوراً پانچسو آدمی چیدہ چیدہ کو لیکر محمد آغا شہر جبل مین داخل ہوا۔ محمد آغا کا استقبال وغیرہ موافق قاعدہ کے ہوا اور ایک مکان بہت عمدہ آراستہ اونکو قیام کو دیا گیا دوسرے روز محمد آغا کی طلب ہوئی محمد آغا خط اپنے شہزادے کا لیکر دربار مین گیا اور بعد رسم تسلیم وغیرہ خط پیش کیا شہزادے نے خط پڑھا اور پڑھنے کے بعد کہا کل اسیوقت تم دربار مین حاضر ہونا جواب تمکو دیا جائیگا۔ محمد آغا رخصت ہوکر اپنے قیامگاہ پر چلا آیا چونکہ حسینہ کا حال چند ہی آدمیونکو معلوم تھا اسوجہ سے اب شہزادہ نے اپنے مشیرونکو بلاکر سب کیفیت بیان کی جو مسن اور تجربہ کار تھے اون لوگون نے یہ راے دی کہ حسینہ کو روانہ کردیا جائے اور جو جو کم سن تھے اور شہزادے کے عشق کی کیفیت جانتے تھے اونھون نے کہا کہ اب ہرگز حسینہ کو نہ دینا چاہیے آخر یہی راے قرار پائی کہ حسینہ کو نہ دیا جائے اور جو کچھ ہو اوسکا بندوبست کیا جائے صبح کو ایلچی کو جواب دیدیا گیا کہ ہمکو جنگ منظور ہی فوری ایلچی شہر جبل سے روانہ ہوا اور شہر کی سرحد پر جہان اپنی فوج چھوڑ آیا تھا آکر پوری پوری طور سے اعلان جنگ دیدیا اعلان جنگ کے پانچوین روز جنرل محمد علی پاشا معہ دس ہزار فوج کے آئے جسکی خبر شہزادہ جبل کو سرحد کی فوج کے افسر نے دی شہزادہ جبل بھی پچیس ہزار فوج بسر کردگی جنرل نشاط پاشا سرحد پر روانہ کی۔ سرحد پر جو فوج کے

مجتمع ہونیکے صبحکو دونون فوجین تیار ہوکر میدانون مین آئین اور برابر دن بھر جانبین سے
گولہ باری ہوتی رہی قریب شام دونو فوجین اپنے اپنے مقامون پر آئین اور دونون طرف کے
کمان افسرون نے دن بھر کی کیفیت اپنے اپنے شہزادون کو لکھکر روانہ کی اسی طرحسے
برابر دس پندرہ روز تک لڑائی ہوا کی مگر جانبین کو یہ حال نہ معلوم ہوسکا کہ انجام اسکا
کیا ہوگا اسواسطے کہ پندرہ روز کی لڑائی کچھ اس طرحسے ہوئی کہ غالب و مغلوب مین
تمیز ہو سکی مگر جس روز سے محمد علی پاشا جو فوجکے افسر اعلیٰ زخمی ہوئے تھے اور کمان فوج کی
محمد آغا کو ملی اوسی روز سے فوج ہندیہ کا رنگ اور ہی ہوگیا اور پہلی ہی لڑائی مین محمد آغا
کو ایک قسم کی شکست ہوی اور دو مورچے انسے نکل گئے محمد علی پاشا کو یہ حال
سُنکر بہت صدمہ ہوا دوسرے دن محمد علی پاشا باوجود زخمی ہونے کے سوار ہوے
اور ہر چند کوشش کی اور چاہا کہ وہ دونون مورچے جو کل نکل گئے ہین قبضہ مین
آجائین مگر نہوسکا لیکن یہ بھی نشاط پاشا کو نصیب نہوا کہ اور کوئی مورچہ آج بھی لے
لیتے شام کو حسب معمول فوج اپنے اپنے مقامون پر آئی محمد علی پاشا کی حالت
بہت خراب ہوگئی تھی ایک تو زخمی تھے دوسرے اسقدر تکلیف سے اور کیفیت
دگرگون ہوگئی اب انکی یہ حالت ہوگئی کہ ہزار ہزار کوشش کی مگر اس لائق
نہ ہوئے کہ جاکر فوجکو لڑائین اب روز یہ کیفیت ہونے لگی کہ ایک دو مورچون پر
قبضہ نشاط پاشا کی فوج کا ہوجایا کرتا تھا آخر آٹھ دس روز مین محمد علی پاشا کی فوج کو
چار پانچ کوس سرحد سے پسپا ہونا پڑا جرنل محمد علی پاشا نے ایک عرضداشت اپنی کیفیت
کی لکھکر شہزادے کو بھیجی کہ جلد کوئی افسر بھیجیے کہ میرے مقام پر کام کرے اس عرضداشت
کو روانہ ہوے بھی دس بارہ روز ہوے اور محمد علی پاشا کی فوجکو اس مقام سے بھی دس
کوس اور پسپا ہونا پڑا ایک تو فوج بہ نسبت نشاط پاشا کے کم تھی اب بوجہ متواتر شکستونکے
دو تین ہزار آدمی زخمی ہوے اور مارے گئے اسوجہ سے فوج کی کمی ہوئی دوسری

فوجکا دل بار بار شکست اوٹھانے سے چھوٹ گیا ہزار ہزار محمد علی پاشا چاہتے تھے کہ فوج دل توڑ کر لڑے مگر ممکن نہوتا تھا اور روز انکو پسپا ہونا پڑتا تھا آخر کو یہانتک نوبت آئی کہ سرحد جبل سے قریب سو میل یہ فوج پسپا ہو آئی ادھر نشاط پاشا نے شہزادہ جبل کو عرضداشت لکھی اور دریافت کیا کہ اب اس فوج کا تعاقب کیے جاؤن یا اپنے مقام پر سکوت کیے بیٹھ رہون اور اگر حکم تعاقب کا ہو تو فوج تھوڑی سی اور بھیجی جائے کہ پھر بالکل مین ان لوگون کو شکست دیدون اور سب کو فنا کر دون جب یہ عرضداشت شہزادہ جبل کو پہونچی تو بیس ہزار آدمی اور روانہ کیے اور حکم بھیجا کہ تم برابر شکست دیتے ہوے شہر ہندیہ تک جاؤ اور فوجلی برابر مدد تمکو پہونچتی رہیگی اور جب تم قریب ہندیہ پہونچ گئے تو ہم خود یہان سے روانہ ہوکر اپنی فوج مین آکر شریک ہونگے اور قصد ہمارا اب فتح ہندیہ کا ہے چونکہ شہزادہ ہندیہ کی حالت بدانتظامی اور فوج کی دل شکستگی اور افسرونکی نالائقی شہزادہ جبل کو معلوم ہو چکی تھی لہذا یہ راے قرار پائی کہ اس حالت مین ضروری ہے کہ ہندیہ کو فتح کر لیا جائے اور ہم عصر سلطنین اگر دست انداز ہون تو اونسے یہ کہا جائے کہ شہزادہ ہندیہ نے پہلے خود معاہدہ توڑا اور ہمپر فوج کشی کی اب آپ لوگ دست انداز ہون نشاط پاشا پاس جب بیس ہزار فوج اور حکم شہزادہ کا پہونچا تو اوسیوقت نشاط پاشا نے فوج ہندیہ پر شبخون مارا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ محمد علی پاشا زخمی ہونے کیوجہ سے گرفتار ہو گئے اور تمام فوج یا قتل ہوئی یا اسیر دس پانچ آدمی بچکر ہندیہ کی طرف بھاگے اب نشاط پاشا کو راستہ صاف ملا اور اوھون نے بڑی عجلت کے ساتھ ہندیہ کی طرف کوچ کرنا شروع کیا۔

اکیسوان باب

ہندیہ مین عرضداشت کا پہونچنا

جب سے شہزادے نے محمد علی پاشا کو جبل کی طرف روانہ کیا ہے ایک قسم کی خاطر جمعی ہے

تھوڑے دنون تک تو حسینہ کی یاد رہی اور شہزادہ پریشان رہا مگر بعد آٹھ سات روز کے
مصاحبین نے بی ذلونیہ کو لا کر شہزادے کو اوٹھین افعال کی طرف متوجہ کر لیا اب پھر وہی رات
دن شرابخواری اور اپنے پرانے افعال مین بسر ہونے لگی دن عید اور رات شب برات
اس زمانے مین محمد علی پاشا کی رپورٹین روزانہ لڑائی کے حالات کی آیا کین پہلے تو دو چار
رپورٹین شہزادے کی نظر سے مصاحبین نے گذرانین اور شہزادے نے بھی پڑھین مگر وہ
رپورٹین اوس زمانے کی تھین کہ جب محمد علی پاشا خود کمان کرتی تھی اور لڑائی برابر کی ہوتی
تھی مگر جب سے محمد علی پاشا زخمی ہوے جب سے جسقدر رپورٹین آئین وہ اول تو شہزادے
تک پہونچ ہی نہ سکین اسواسطے کہ قاصد نے لاکر رپورٹ جس مصاحب کے ہاتھ مین دی
اوسنے کہین پھینک بھاڑ دی اور اگر شہزادے تک اتفاق سے کسی نے کوئی
رپورٹ پہونچا دی تو خود شہزادے نے کہین اوسکو پھینک دیا اور اگر کہین بھولے سے
پڑھ بھی لی تو فوری اوسکا مضمون بھول گئے آخر اخیری عرضداشت محمد علی پاشا کی
اس مضمون کے پہونچی کہ مین بوجہ زخمی ہونے کے سرحد جبل سے بہت پسپا ہو آیا ہون
لہذا تھوڑی سی فوج اور ایک سپہ سالار تجربہ کار جلد کمک کو بھیجیے ورنہ بہت جلد خدانخواستہ
شکست فاش ہو جائیگی اور انجام بہت برا ہوگا اسواسطے کہ بہت تحقیق سے سُننے مین آیا
ہی کہ شہزادہ جبل کا ارادہ فتح ہندیہ کا ہی اور سرحد پر فوج شہزادہ جبل کی طرف پچاس ہزار
آچکی ہی اور یہ بھی سُنا ہی کہ عنقریب خود شہزادہ جبل مع فوج کثیر کے آیا چاہتا ہی یہ
عرضداشت شہزادے نے دیکھی اور بعد دیکھنے کے تردد ہوا اور فکر کرنے لگا کہ اب
کسقدر فوج جلد روانہ کرنا چاہیے ۔

مصاحبین نے اور بی ذلونیہ نے وجہ تردد پوچھی تو شہزادے نے مضمون عرضداشت بیان
کیا جسکو سُنکر سب نے ایک زبان ہو کر کہا کہ تردد کا کوئی امر نہین ہی محمد علی پاشا ایک
بڈھے آدمی دوسرے ہمیشہ کے بودے پھر طرہ یہ کہ شاید زخمی بھی ہوگئے اسوجہ سے

فوج سرحد سے تھوڑی پیچھے ہٹ آئی ہے حضور اسیوقت سلطان آفندی کو بلاکر محمد علی پاشا کی عرضداشت کے مضمون سے اطلاع دین وہ تھوڑی سی فوج اور ایک بہادر افسر روانہ کردین۔

شہزادہ ۔ سلطان آفندی کو فوری بلواؤ لیکن یہ امر تردد کا باعث ہے اسواسطے کہ فوج ہماری مع افسرونکے راحت پسند ہوگئی ہے اور مقابلہ پہاڑی آدمیون سے ہے اور قصد اونکا اب ہندیہ پر چڑھائی کا ہے اور دل اون لوگون کے بڑھ گئے ہین ۔

مصاحبین ۔ اے حضور بھلا اون لوگونکی مجال ہے کہ ہندیہ کی طرف آنکھ اوٹھا کر بھی دیکھ سکین ۔

سلطان آفندی بموجب طلب حاضر ہوئے ۔

شہزادے نے عرضداشت محمد علی پاشا کی اونکو دکھائی اور کہا کہ آپ خود بہت جلد مع پچھتر ہزار فوجکے سرحد کی طرف روانہ ہوجیے ۔

سلطان آفندی ۔ بہت خوب مین فوری جاسکتا ہون مگر اسقدر فوج کا مرتب کرنا ذرا دقت طلب ہے لیکن حضور مطمئن رہین جہانتک ممکن ہوگا مین بہت جلد فوج کو ترتیب دیکے روانہ ہونگا ۔

مصاحبین ۔ کمانڈر انچیف صاحب بہت جلد اسکا انتظام کردیجیے ہمارے حضور کو بہت تردد ہے ۔

سلطان آفندی ۔ نہین تردد کا تو کوئی امر نہین ہے مین گیا اور فتح ہوگئی بس میرے جانے کی دیر ہے ۔

مصاحبین ۔ جی ہان ہم لوگون نے بھی شہزادے سے یہی کہا تھا کہ بس کمانڈر انچیف صاحب کے جانے کی دیر ہے خیر اب تو آپ جاتے ہی ہین آج دور دورہ ہو تو ہم لوگونکے ساتھ ہوجائین اور شہزادے صاحب کے ہاتھ سے رخصتی جام تو پی لیجیے ۔

سلطان آفندی ۔ بہتر جیسی آپ لوگونکی خوشی ۔

یہ وہ ناول ہین جو ہمراہ تصویر عالم شائع ہوکے تیار ہوئے ہین اور دفتر تصویر عالم سے بارسال قیمت پیشگی یا بذریعۂ ویلو روانہ ہوسکتے ہین

خورشید جہان ومسٹر یوسف ہمین سما قصۂ خاص الخاص لکھنؤ اور پر مذاق زبان لکھنؤ کی ہے۔ قیمت ۸ر

سہیل و زہرہ اس ناول مین ایک خاندان شاہی دہلی کی تباہی و بربادی اور حسن و عشق کے کرشمے کچھ ایسے طرز سے بیان کیے ہین کہ شاید و باید قیمت عہ

کشتۂ ناز معروف بہ خنجر یہ ایک تاریخی سنہ ہجری کا واقعہ ہی۔ بغداد کی تباہی کے سین پریم و صالح کا پُردرد قصہ۔ ہلاکو خان کی فتحیابی خلیفہ معتصم باللہ کی شکست نسل بنی عباس کا خاتمہ غرض حسرت ویاس شادی وغم حسن عشق کے دلچسپ کرشمے خاص

لکھنؤ کی زبان ہر دو حصہ کا مع منظیر معروف بہ ثروت حسینہ جسمین پُر اثر اور دلکش الفاظ سے اس امر کو بہت کامیابی کے ساتھ دکھایا گیا ہے کہ رعایا کے ساتھ بدسلوکی اور شراب خواری اور نالائق ہمنشینون سے صحبت رکھنے سے کیا نتیجے ہوتے ہین اور انسے بچنے کے لیے کیا تدبیرین ہونا چاہئین مزید بران کہین رزم و بزم اور کہین حسن و عشق کی سچی تصویرین عبارات شستہ و رفتہ مین بہت خوبی کے ساتھ دکھائی گئی ہین قابل دید ہے قیمت عہ

کتاب	قیمت
فسانۂ آزاد جلد اول	۳ر
جلد دوم	للعہ
جلد سوم	للعہ
جلد چہارم	للعہ
خدائی فوجدار	عمار
ہشو	۶ر
طوفان بے تمیزی	۸ر
بگھڑی ہوئی دلہن	۱۰ر
سرگذشت دم دُھم	۸ر
پی کہان	۸ر

کتاب	قیمت
سلطان و ناز ک ادا	۶ر
تعبیر خواب	۳ر
فریب وفا	۲ر
افشائے راز	عہ
وینس کا سوداگر	۲ر
شادی و غم	عہ
نشیب و فراز	عہ
تاثیر	۸ر
فسانۂ زرین	۲ر

کتاب	قیمت
بدرالنسا کی مصیبت	
جو حال مین ترمیم ہوئی	۶ر
دلگداز سنہ ۱۸۹۹ع	عہ
دلگداز سنہ ۱۹۰۱ع	۶ر
دلگداز سنہ ۱۹۰۲ع	عہ
اسلامی سوانح عمری	۱۲ر
زیادہ حلاوہ حصہ ۱	عہ
یوسف و نجمہ حصہ اول	۹ر

مصنفات مولوی عبد الحلیم صاحب شرر لکھنوی

کتاب	قیمت
مقدس نازنین	عہ
ایام عرب	عہ
حسن ابن صباح	۶ر
ملکۂ زنوبیہ	۳ر
ملک العزیز ورجنا	عہ
منصور موہنا	عہ
حسن انجلینا	عہ
شہید وفا (دُرّا)	عہ
دلکش ہر سہ حصہ	عہ
دلچسپ ہر دو حصہ	۱۴ر
درگیش نندنی	عہ
فلورا فلورنڈا	عہ
فردوس برین	عہ

مصنفات سید عاشق حسین صاحب عاشق

کتاب	قیمت
انجام حسرت	۲ر
ناوک حسرت	۴ر
تارا ہر دو حصہ	عہ
ناز دنیا	عہ
مشتاق و زہرہ	عہ

مصنفات پنڈت رتن ناتھ صاحب

کتاب	قیمت
سیر کہسار ہر دو جلد	صہ
جام سرشار	عہ
کامنی	عہ
فسانۂ آزاد کامل	عہ

مصنفات حکیم محمد علی صاحب اڈیٹر مرقع عالم

کتاب	قیمت
جعفر و عباسہ	عہ
گوریا	عہ
فرخ و حسینہ ہر دو حصہ	عہ

چمنستان سخن
اس نام کا ایک ماہواری گلدستہ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ع سے کلکتہ سے شائع ہوتا ہے اس مین ہمیشہ اساتذہ کی غزلین چھپا کرینگی سالانہ قیمت ۱۲ہ ہین۔ نمونے کے پرچہ کے ۴ر پر مذاق شعرا کی خدمت مین التماس ہے کہ غزلین اس پتے سے روانہ کرین اور مالی مدد بھی ہونا چاہیے

المشتہر
ماسٹر احمد حسین جوش عظیم آبادی مہتمم چمنستان سخن کلکتہ بازار اسٹریٹ نمبر ۴۹

مصرع طرح گلدستہ تصویر عالم

بابت ۱۵ - ماہ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ع

شکل تصویر ہے کیون یار کی محفل خاموش

احمد - جناب مرزا احمد نواب صاحب لکھنوی شاگرد جناب مضطر بنارسی

بیٹھ جائے جو کہین ہوکے یہ بیدل خاموش
شمع کشتہ کیطرح ہو تری محفل خاموش

ہے بھروسہ تری رحمت پہ زبس اے داور
اسی باعث سے تو ہون اے مرے عادل خاموش

غیر کرتے ہین بہت دعوی الفت اے جان
رہتے ہین ہمسے مگر عاشق کامل خاموش

اُسنے جب دست حنائی سے بجائی تالی
ہوگیا جوڑ کے ہاتھونکو جلاجل خاموش

ہو عنایت کی نظر سائل قانع پہ کبھی
تیری محفل مین جو بیٹھا ہے یہ بیدل خاموش

حسرتون نے مری ظاہر کیے ارمان دلی
بزم مین تیری رہا گرچہ یہ بیدل خاموش

قیس کہتا تھا کرون آہ و فغان مین کیونکر
کر گیا ہے مجھے وہ صاحب محمل خاموش

چُپ ہین ہم غیر کرین دعوی اُلفت ایجان
لاف بیجا پہ سدا رہتے ہین عاقل خاموش

دل جلے ہمسے جو بیٹھین کہین دم بھر جاکر
شمع کُشتہ کی طرح سے ہو وہ محفل خاموش

اُنکے دل چاک ہون مانند قفس اے صیاد
فرقت گُل مین جو ہو جائین عنادل خاموش

کبھی کرتا ہون جو حیدر کی ثنا اے احمد
بڑھ کے کر دیتے ہین حضرت کے فضائل خاموش

آرزو - جناب سید انور حسین صاحب خلف اصغر جناب یاس شاگرد جناب جلال لکھنوی

کچھ وہ کہدین تو ہو ارمان بھرا دل خاموش
بے سہارے کبھی ہوتا نہین سائل خاموش

خودکشی اپنی بتاتی ہے رہ عشق کی حد
صورت سنگ نشان ہون سر منزل خاموش

آگے اب آرزو سے ہم سخنی کی تقدیر
چلکے بیٹھینگے کسی بت سے مقابل خاموش

فرق دونون کی تمنا کا دکھاوے یارب
مین ادھر چپ ہون اُدھر ہی مرا قاتل خاموش

راہ گم کردۂ الفت ہون بجھے دلکی سبب
پہلے ہی سے تھا چراغِ سرِ منزل خاموش

حسن معشوق کا دشمن ہی وصالِ عاشق
کردی پروانے نے شمع سرِ محفل خاموش

تیرے نالونسے غم قیس کی بو آتی ہے
پردہ کھلتا ہی بس ای صاحب محمل خاموش

ہر نفس مین ہی بیان نالہ کشی صورت نَے
دم نکلجائے تو ہو آپکا بیدل خاموش

ملول امید سے تنگ کرتی ہی اُلجھن دل مین
کب تک آخر کوئی بیٹھا رہی اے دل خاموش

شمعِ سوزان ہون مین تنبیہ سی بڑھجائیگی ضد
کب زبان کاٹ کی کرسکتا ہی قاتل خاموش

آرزو واشک رکین گے تو تھمے گی ہچکی
جرس قافلہ ہوگا سرِ منزل خاموش

اصغرؔ جناب منشی اصغر حسین صاحب لکھنوی شاگرد جناب حمید رشید لکھنوی

کیون ہوئی رات کو شمع سرِ محفل خاموش
ایسی تشویش مین ایجان ہی مرا دل خاموش

ہجر مدت سے ہی آتے نہین نالے لب تک
پاس رُسوائی جانسے ہی یہ دل خاموش

دربدر پھرنے کی عادت ہو نہ ہی خوی سوال
اسلیے رہتا ہی اے جان ترا سائل خاموش

قتل کرکے مجھے آیا ہی وفا کا مری دھیان
سر جھکائے ہوئے بیٹھا ہی وہ قاتل خاموش

سامنے داورِ محشر کے ہین دونون نادم
مین ادھر چپ ہون اُدھر ہی مرا قاتل خاموش

رعب لیلی کا یہ تھا بات کبھی کر نہ سکا
قیس چلتا تھا ادب سے پسِ محمل خاموش

ایک بوسہ لبِ شیرین کا جو چپکے سے ملے
تا قیامت رہی پھر آپکا سائل خاموش

غسل وہ دے رہے ہین خنجر و خون مجھے دریا مین
لوگ حیرت سے کھڑے ہین سرِ ساحل خاموش

دیکھیے شمع کو جلکر غمِ پروانہ مین
ہوگئی خاک رہی پر سرِ محفل خاموش

شب فرقت مین یہی حال رہا تا بسحر
کبھی نالہ رہا سینے مین کبھی دل خاموش

چہچہے کون گلستان مین کرے گا اصغرؔ
موسم گل مین رہین گے جو عنادل خاموش

بیتابؔ جناب سید حسین صاحب لکھنوی شاگرد جناب جاوید لکھنوی

یاد جانان مین چپ تھا تو ہوا دل خاموش
دشتِ غربت مین گیا ہون کئی منزل خاموش

رات بھر آہین شبِ ہجر مین اسنے کی ہین
آپکے آنے سے اسوقت ہوا دل خاموش

آپ تو ظلم کرین ہم کرین ضبطِ فریاد
کہین رہ سکتا ہو کوئی دمِ مشکل خاموش

چاندنی پھیلی ہے دریا کی پسند آئی ہو سیر
دیکھتے ہین وہ تماشا لبِ ساحل خاموش

تیری تصویر کا انداز اوسے بھایا ہے
کہ اُسی طرح سے رہتا ہے مرا دل خاموش

رنگ صحبت بھی بدلتے ہوئے دیکھا ہمنے
اُنکے چُپ ہوتے ہی سب ہوگئی محفل خاموش

ہاے اِسوقت جو دل ہوتا تو باتین کرتے
سُنتے ہین کٹ نہین سکتی کبھی منزل خاموش

چوٹ جو کھا چُکا ہو اُسکو بھلا صبر کہان
درد جسمین ہو وہ ہوتا ہی کہین دل خاموش

درد کے ساتھ ہی اُف منہ سے نکلجاتی ہی
لاکھ چاہا تھا کہ بیٹھون سرِ محفل خاموش

مرکے ہم بات کسی سے نہین کر سکتے ہین
یہ ہی وہ راہ جہان کٹتی ہو منزل خاموش

دلِ عشاق مین جتنے ہین حسین چُپ چُپ ہین
آئینہ خانے مین محفل کی ہے محفل خاموش

ثروت۔ جناب احمد علیخان صاحب بہادر عرف پتن صاحب لکھنوی

نالہ کش تھا درِ جانان پہ ہوا دل خاموش
لو جرس ہو گیا جا کر سرِ منزل خاموش

میری آہون سے نہ گلشن مین گریگی شبنم
سُنکے نالونکی صدا ہوگئے عنادل خاموش

ضعف پا لب پہ لگاتا ہو مرے مُہرِ سکوت
کیے دیتی ہو مجھے دوریِ منزل خاموش

سب کو پروانہ بنایا ہو بنے ہین خود شمع
کیا تماشا ہو کہ محفل کی ہو محفل خاموش

حالِ ایذای جراحت ہی تڑپنے سے عیان
گو مثالِ دہنِ زخم ہو بسمل خاموش

شکر ہے اُنکی شکایت مین نہین کر سکتا
وہ زبان ہون جو ہمیشہ رہی ایدل خاموش

خون بھر جائیگا تیرون مین کچھ ایسا ہو ملال
لبِ سوفار کے مانند ہو قاتل خاموش

دشت ہلجائے دلِ نازکِ لیلی کیا ہے
قیس نالہ نہ رہے گر پسِ محمل خاموش

بیزبانی سے بس آئینہ کی یکتا ہین وہ
راز مخفی ہے کہ رہتا ہو مقابل خاموش

...زم انجم ہی تری بزم کی بالکل تصویر
فرق اتنا ہی یہ گویا ہی وہ محفل خاموش

...سر مین گشتہ ہزارون جو ہین اسمین ثبوت
صورت شہر خموشان ہی مرا دل خاموش

...جگر جناب نواب سید بہادر علیخانصاحب بہادر شاگرد جناب جلال لکھنوی

...م فریاد جو ہوتا تھا بہ مشکل خاموش
یاد دلاسون سے کسیکے ہی وہی دل خاموش

...یس نالان کا مقرر اسے آیا ہی خیال
کیا سبب ہی کہ جو ہی صاحب محمل خاموش

...بح کرنے مین فائین جو مری یاد آئین
تیغ بھی روک لی خود بھی ہوا قاتل خاموش

...ری چپ سے غم ہجر اور سوا ہوتا ہی
چھیڑ کچھ ذکر عبث ہو گیا قاتل خاموش

...بلو بیخواب کوئی تھا مرنے لو نسے کہین
رات بھر مین یہ پکارا ہون کہ ای دل خاموش

...ر بھلا درد بیان اپنا کرے کیا کوئی
ہو گیا دیکھتے ہی یار کو جب دل خاموش

...ئی رسوا نہو شاید اسے آیا ہی خیال
کھینچکر نالے ہوا ہی جو مرا دل خاموش

...یک عالم یہ پکارے گا کہ قاتل ہی یہی
قتل کے بعد ہوا کیون مرا قاتل خاموش

...یک آئینہ نے دونونکو کیا ہی حیران
چپ ادھر یار ادھر اسکا مقابل خاموش

...رتی ہی ایک کی افسردہ دلی سبکو ملول
مین جو چپ ہون تو ہوئی ساری تری محفل خاموش

...نع نالہ ہوا لاکھ جگر ضبط اپنا
کسی عنوان نہ یہ کمبخت ہوا دل خاموش

...واد - جناب سید جواد علی صاحب ابن سید عابد علی صاحب مالک مطبع اثنا عشری لکھنوی

...کسلیے بیٹھے ہین سب عاشق کامل خاموش
مثل تصویر ہی کیون آپ کی محفل خاموش

...ہجر جانان مین کسی نے بھی نہ فریاد سنی
چیختے چیختے آخر کو ہوا دل خاموش

...سائل بوسہ مین کسطرح ہنون اس بت سے
پائے خیرات بھلا کیسے تو سائل خاموش

...جب گئے بزم سے وہ ہو گئے سب یون چپ چپ
جسطرح ہوتی ہی بے شمع کے محفل خاموش

...دیکھ وہ آتے ہین اب کرتے ہین پہلو آباد
نالہ کرتا ہی تو کسواسطے اے دل خاموش

...ای ستمگار ہوا تو کلیجہ ٹھنڈا
لے تڑپکر ہوا بسمل ترا قاتل خاموش

نالہ کرنے سے مجھے سازِ جنون مانع ہی
یہی ہی مطلب آوازِ سلاسل خاموش

شب کو آوازِ قدم خانۂ عاشق مین بجائے
آتے جاتے ہین مثالِ مہِ کامل خاموش

طی نہ جبتک ہو رہِ عشق رہے نالہ کشی
جرسِ دل ہو ہیو نہ سمجھکر سرِ منزل خاموش

بزم کو آہ کے جھونکون نے مرے دنگ کیا
صفتِ شمع ہین سب حاضرِ محفل خاموش

شبِ فرقت مین بھی کہتا ہی دمِ نالہ جواد
نیند اُسکی نہ اُچٹ جائے بس اے دل خاموش

خبر۔ جناب نادر حسین صاحب لکھنوی شاگرد جناب مشتاق لکھنوی

ضبط سے تو بھی ہو اب اے دلِ بسمل خاموش
ذبح کرنے کے لیے آتا ہی قاتل خاموش

کسکا آباد کیا آپنے پہلو اے جان
آپسے آپ ہوا کیون یہ مرا دل خاموش

جستجو قیس کی منظور تھی ورنہ کیا تھا
دشت مین پھرتی تھی کیون صاحبِ محمل خاموش

نالہ کرنے پہ خفا ہوتا ہی صیاد عبث
فرقتِ گل مین ہون کسطرح عنادل خاموش

منعمو ہین یہ ضرورت کے سبب سے مجبور
لاکھ بگڑ و نہ رہینگے لبِ سائل خاموش

قتل کی کسکی ہی تدبیر نہین کچھ کھلتا
تیغ کھینچے ہوئے ہی آج جو قاتل خاموش

میری آہ و نکلی ہوا ہو گی جو اونچی شبِ ہجر
چرخ پر ہو گا یہ چراغِ مہِ کامل خاموش

صاحبِ دل تو ہی معشوق بھی اور عاشق بھی
پر شگفتہ ہی کوئی اور کوئی دل خاموش

توڑ کر گل لیے جاتا ہی چمن سے گلچین
آشیان مین رہین کسطرح عنادل خاموش

اے خبر کوچۂ دلدار مین کیا چپ بیٹھون
کہین گلزار مین رہتے ہین عنادل خاموش

رمز۔ عالیجناب سید فاضل حسین صاحب مربی تصویر عالم شاگرد حضرت مشتاق لکھنوی

اُسکو کیونکر کرے غصے مین مرا دل خاموش
نہ فرشتو نسے ہو وہ حور شمائل خاموش

آرزو دلکی بر آئی ہوا شاید یہ خیال
خون عاشق کا جو ملکر ہوا قاتل خاموش

کون مقتل مین نہین اُترا تری تیغ کے گھاٹ
کون بیٹھا رہا پیاسا لبِ ساحل خاموش

آخر یہ ہی کہدینے ذبح کردن یا نہ کردن
تیغ گردن پہ رکھے بیٹھا ہی قاتل خاموش

عاشقِ زلف کو موت آگئی کیا زندان مین
ایک گوشے مین پڑی ہی جو سلاسل خاموش

کسکا دل بجھ گیا ہی شمع سحر کی صورت
ہنستے ہنستے جو ہوئی ہی تری محفل خاموش

شرم ہی ایکطرف ایکطرف حیرتِ عشق
سحرِ وصل جو ہین دونون مقابل خاموش

گر کے دامن پہ بھی کچھ آنسوؤن نے دی صدا
قافلہ اشکونکا ہی پہونچا سرِ منزل خاموش

میرے مرجانے کا پہلے تو یقین اُسکو نہ تھا
خون شہ رگ نے دیا جب ہوا قاتل خاموش

تخلیے مین تری تصویر تھی سینے پہ مرے
ورنہ ہوتا دلِ پُرسوز یہ مشکل خاموش

ضبط اور جذبِ محبت کا یہ مجنونکو ہی حکم
ہاتھ ملتا ہوا جائے پسِ محمل خاموش

سجاد - جناب نواب سید سجاد علیخان صاحب بہادر لکھنوی شاگرد جناب مشتاق لکھنوی

حالِ دل کونسا کہکر ہوا بسمل خاموش
کفِ افسوس جو ملکر ہوا قاتل خاموش

کیون نہ پیری مین بجھین سینے کے داغونکے چراغ
صبح کو ہوتی ہین شمعین سرِ محفل خاموش

کسنے دیوانے کو زنجیر پنہا کر مارا
یہ صدا دیکے ہوئے میرے سلاسل خاموش

رازِ دیوانگیٔ عشق نہ کہنا ای قیس
خاک اُڑاتا چلا جاتا پسِ محمل خاموش

دہنِ زخم سے کرتا رہا تعریف حضور
تیغ کھاکر ہوا کب آپ کا بسمل خاموش

غُل مچانے کی اجازت نہ انھین ضبط نے دی
حسرتونکی مرے دل مین رہی محفل خاموش

قبر مین جاکے گُلِ داغ ہوا پژمُردہ
ہوگیا ہاے چراغِ سرِ منزل خاموش

تیری تصویر سے باتین وہ کیا کرتا ہی
ایکدم بھی نہین رہتا دلِ مائل خاموش

ہی زبان تیر دہن زخم ہی او تیر فگن
تو بتا اب رہے کس طرح سے بسمل خاموش

ٹھنڈی سانسون نے مرے دلکی دکھایا یہ اثر
صورتِ شمع ہوئی یار کی محفل خاموش

یار بیٹھین ہنو نیت جوانی کی ہی
نالے یون شکوہ نہ کر او دلِ مائل خاموش

تسرولا جناب خواجہ ولایت علی صاحب لکھنوی شاگرد جناب آتش و اسیر مغفور

کھاکے پھل تیغ کا جسدم ہوا بسمل خاموش
دہنِ زخم ہنسے رہ گیا قاتل خاموش

آگئی جبکہ نظر چاند سی صورت تیری
مانگنا بھیک کا بھولا ہوا سائل خاموش

تیرے آنے سے ہوئی بزم کو یہ محویت
مثل تصویر کی ہوگئی محفل خاموش

بہر گلگشت سوے باغ جو صیاد آیا
چہچہے بھولے ہوئے سارے عنادل خاموش

سخت جانی کا بُرا ہو کہ مرے ذبح کیوقت
پھینک کر ہاتھ سے خنجر کو ہی قاتل خاموش

خون ناحق سے جو ظالم کو ڈرایا تو کہا
روبرو میرے نکر دعوی باطل خاموش

ایک سے ایک وہان بات نہین کرتا ہی
سُنتے ہین شہر خموشان کی ہی محفل خاموش

چمن دہر مین اُستاد لقب ہی میرا
نغمہ سنجی سے مری سب ہین عنادل خاموش

شہید* جناب مولوی سید حسن مجتبی صاحب لکھنوی نبیرہ جناب سلطان العلما مغفور شاگرد جناب خورشید

حسرتون مین ہی اسیطرح مرا دل خاموش
جیسے پروانون مین شمع سر محفل خاموش

بڑھ گیا اتنا اثر میری سیہ بختی کا
شمع بھی ہوگئی آکر سر محفل خاموش

ہاتھ سینے پہ وہ رکھے رہے جبتک شب وصل
اُتنی ہی دیر رہا بس دل بسمل خاموش

وحشی زلف وہ ہون دشت مین آتا نہین چین
دل اُلجھتا ہی جو ہوتی ہو سلاسل خاموش

لن ترانی کو سُنا لاکھ مگر دم نہ لیا
نہوا آپکے دیدار کا سائل خاموش

شمع فانوس مین کب گل ہو مری تربت پر
نجد قیس پہ ہی صاحب محمل خاموش

ہنس رہے ہین مرے رونے پہ جو سب زخم بدن
غور سے دیکھ رہا ہی اُنھین قاتل خاموش

موجین بن بن کے زبان بحر مین سب تڑپا کین
آپ بیٹھے رہے جبتک لب ساحل خاموش

کسلیے کرتے نہین بات عدم کے سفری
کونسی فکر مین رہتی ہی یہ محفل خاموش

لاکھ وحشت مین گریبان گلوگیر رہا
نہوئے پر نہوئے عاشق بیدل خاموش

وہی اُسنے بھی کہا آپنے جو فرمایا
نہوا آئینہ مین مد مقابل خاموش

فائق جناب نواب باقر علیخان صاحب بہادر نبیرہ نواب اقتدار الدولہ بہادر مغفور شاگرد جناب شائق لکھنوی

تو جو خاموش ہی سب ہی تری محفل خاموش
شمع خاموش مین خاموش مرا دل خاموش

* سہواً کاتب سے یہ غزل مقدم ہوگئی ۱۲

قیس وامانده کی حالت پہ ترس آتا ہے
کبھی نالان ہے کبھی ہے پسِ محمل خاموش

ضبط کے حکم سے قاتل جو گلا گھونٹا ہے
ہچکیان لیکے ہوا ہے ترا بسمل خاموش

جان دی ابروِ جلاد کا بوسہ لیکر
چوم کر تیغ کا قبضہ ہوا بسمل خاموش

قلب مجنون کو سکون ہوگیا کیا صحرا مین
آج کیون ہے جرس ناقۂ محمل خاموش

کیا کھلے حال غریق یم الفت اُن پر
ہے زبان موج کی ساکت لبِ ساحل خاموش

مرگیا مین تو یہ زندان مین کہا وحشت نے
غش مین دیوانہ ہے ہے شور سلاسل خاموش

ہجر مین ضبط کی تصویر سراپا ہون مین
چشم تر خشک ہے ساکت ہے زبان دل خاموش

سانس لینے کی بھی آواز نہین آتی ہے
کسقدر شہر خموشان کی ہے محفل خاموش

حشر مین کیسے ہو اب پرسشِ خونِ ناحق
تیغ خاموش مین خاموش وہ قاتل خاموش

دل کی دھڑکن ہوئی موقوف لحد مین مشتاق
ہوگیا زنگ پہونچکر سرِ منزل خاموش

شعر جناب نواب حاجی سید سلطان علیخان صاحب بہادر شاگرد جناب جلال لکھنوی

ہوگیا آنسوؤن کے تھمتے ہی مین دل خاموش
جرسِ قافلہ جیسے سرِ منزل خاموش

سوزِ پروانہ نے تاثیر دکھائی آخر
شمع بھی ہوگئی جلکر سرِ محفل خاموش

لاکھ پوچھے کوئی کچھ میرا بتاتا نہین جرم
قتل کے بعد ہوا یون مرا قاتل خاموش

یادِ کاکل مین کیا کرتے ہین نالے پیہم
تیرے دیوانے نہین مثل سلاسل خاموش

بلبل اُس گل کا مین اِس گلشنِ آفاق مین ہون
زمزمون سے مرے ہوتے ہین عنادل خاموش

میری حیرت زدگی دیکھکے یون دنگ ہوئے
مثل تصویر ہوئی یار کی محفل خاموش

اب وہ آتا ہے شب وعدہ یہ دیکر تسکین
دلِ نالان کو کیا ہمنے بہ مشکل خاموش

نالہ و آہ و فغان ساتھ ہوئے صحرا مین
قیس کو پاتے جو دیکھا پسِ محمل خاموش

جب نہ بولا کوئی مین ہون خضرِ وادیٔ عشق
نہ اُٹھے تھک کے جو بیٹھے سرِ منزل خاموش

منع کرتا ہے عبث آہ و فغان سے اِسے ضبط
چوٹ کھایا ہوا رہتا ہے کہین دل خاموش

ہچکیاں تک بھی پس ذبح نہین لیتے ہین
دیکھ تو کیسے پڑے ہین ترسے لبسل خاموش

ہاے کچھ خواہش دل کہہ نہین سکتا ہی شرر
وصل کی شب بھی ہی اک بوسہ کا سائل خاموش

ضبط عالیجناب حاجی سید سلطان احمد صاحب لکھنوی شاگرد جناب جلال لکھنوی مربی گلدستہ

شعلہ رویونکی محبت مین ہون ای دل خاموش
صورت شمع ہون سوزان سر محفل خاموش

کچھ مرا ذکر تو کرتے نہ تھے تجھسے اغیار
دیکھکر مجکو ہوئی کیون تری محفل خاموش

عاشقی کا ہی مزہ نالۂ و فریاد ہی مین
لطف الفت نہین ہو جائے اگر دل خاموش

چپ نہین ہوتے کسیطرح ستمدیدۂ ہجر
مین نے فرقت مین کیا دل کو بہ مشکل خاموش

بجھ گیا سامنا اس رشک قمر کا کرکے
ہو گیا شبکو چراغ سر منزل خاموش

بسمل ناوک بیداد کے نالے جو سنے
خون ہلکا تھا ہوا سہمکے قاتل خاموش

شمع و پروانے کی الفت کے تصور مین رہا
شام سے مثل چراغ سحری دل خاموش

صبحدم آکے نسیم سحری کہہ گئی کیا
غنچہ سان آج چمن مین ہو عنادل خاموش

نالۂ قیس اثر دل مین کہانتک نکرے
تا کجا سنکے رہے لیلی محمل خاموش

غم غلط کون کرے گا شب تنہائی مین
کس سے باتین مین کرونگا جو ہوا دل خاموش

مین دل افسردہ ہون ایسا کہ خیال اسکا ہی
میری باتون سے نہو یار کی محفل خاموش

انتہا بھی کوئی تھی نالۂ و فریاد کی ضبط
خوگر رنج و ستم ہوکے ہوا دل خاموش

زکی۔ جناب مولوی سید زکی حسین صاحب ملازم محکمۂ کلکٹری ضلع رای بریلی

آج کیون ہی یہ غم و درد کی محفل خاموش
اک طرف چپ ہی جگر ایکطرف دل خاموش

جھانک کر دیکھ تو مجنون نہ کہین ہو لیلی
دوڑتا آتا ہی کوئی پس محمل خاموش

شوق سے کیجیے باتین مین اٹھا جاتا ہون
کیون رہے میرے سبب آپکی محفل خاموش

حرف آئے نہ محبت پہ مری ای ہمدم
اسلیے آپ چلا ہون سوے قاتل خاموش

سنکے نالون کو مرے شکر ہی اتنا تو ہوا
ہو گئی آج گلستان مین عنادل خاموش

* ایک شعر اخراج ہی۔ ٭ یہ غزل بوجہ دیر مین آنے کے بے ترتیب درج ہوئی۔

دل مرا مجمعِ اغیار میں توڑے گا وہ بت
ہی یہ وہ شمع جو ہو گی سرِ محفل خاموش

پوچھتے موج کی بیتابیون کا حال اُس سے
کاش ہوتے نہ الٰہی لبِ ساحل خاموش

مدتِ قید نہ کم ہو گی تمہارے غُل سے
بس خدا کے لیے ای طوق و سلاسل خاموش

حسرتِ مُردہ بھلا نالون سے زندہ ہو گی
بس بہت غُل نہ کر وای جگر و دل خاموش

ذکر و چھیڑ کی باتین دلِ غمگین سے بتو
یہ جو چلائیگا پھر ہو گا یہ مشکل خاموش

کہین مرجانے کا میرے نہ اُنھین غم ہو ز گی
آج کیون بیٹھے ہین آکر سرِ محفل خاموش

عنایت۔ جناب شیخ عنایت حسین صاحب منصرم نولکشور پریس لکھنؤ٭

یون تو رہتے نہین گلشن مین عنادل خاموش
ہان رہا کرتے ہین یہ تیرے مقابل خاموش

زلف مین جائے گا ارمان لیے دل خاموش
جرسِ قافلہ ہو گا سرِ منزل خاموش

شبِ تنہائیِ فرقت مین ہو تو ہی ہمدم
باتین کچھ مجھ سے کیے جا نہو ای دل خاموش

کلمہ پڑھتا تھا اُسی بُت کا جو مین تا دمِ مرگ
اسلیے ہین مرے تابوت کے حامل خاموش

باغ مین آج جو ہنستا ہوا وہ گل آیا
دم بخود غنچے ہوئے اور عنادل خاموش

آشنا بھی ہوئے دریاے تفکر مین غرق
وہ یمِ حسن جو آیا لبِ ساحل خاموش

حالِ دل یار سے کہہ قول ہی بیتابی کا
ضبط کرتا ہی یہ تاکید کہ ای دل خاموش

دینے کے واسطے کچھ منہ سے نہ بولا منعم
ہو گیا دیکھکے مجبوبیِ سائل خاموش

ہو زبان تیغ کی تو بہرِ شہادت گویا
روبروِ داورِ محشر کے ہی قاتل خاموش

نجد مین حال ہی مجنون کا پریشان ایسا
دیکھ کر یہ بردے سی ہی صاحبِ محمل خاموش

دل لگی کرتا ہی جسوقت رقیبون سے وہ شوخ
بیٹھے رہتے ہین عنایت سرِ محفل خاموش

عطا۔ جناب نواب آغا وزیر حسین خانصاحب بہادر شاگرد میان تجسر مرحوم

غیر کے سامنے کسطرح ہو یہ دل خاموش
بحث مین زاغ سے ہو گا نہ عنادل خاموش

جنبشِ ابرو و مژگان نے انھین مارا ہو
یار کے سامنے ہین عاقل و جاہل خاموش

٭ یہ ہوا یہ غزل معدوم ہو گئی۔

قتل کے بعد مرے رنج ہوا جو تمکو — تیغ کی کُند زبان ہوگئی قاتل خاموش

نہ ہوس بوسے کی نکلی نہ تمنائے وصال — رعبِ معشوق سے مین اور رہا دل خاموش

ایک بوسے کے طلبگار نے جان اپنی دی — تمنے پوچھا بھی نہ۔ کیون ہوگیا سائل خاموش

پھر نہ جب تک چمن کربُ بلا دیکھے گا — نہ عطا ہوگا کبھی مثل عنادل خاموش

فاضل جناب حکیم مرزا علی محمد صاحب لکھنوی شاگرد جناب مشاق لکھنوی

فرقتِ یار مین کسطرح رہے دل خاموش — گل سے چھُٹکر نہین رہتے ہین عنادل خاموش

کوچۂ یار مین بیٹھا ہی مرا دل خاموش — یا تھکا ماندہ مسافر سرِ منزل خاموش

اُٹھ گیا یار جلا سوزِ الم سے مرا دل — ہوگیا جیسے چراغ سرِ محفل خاموش

شمع کو دیکھکے شوخی سے وہ فرماتے ہین — کیا وہ معشوق جو بیٹھے سرِ محفل خاموش

قید مین پھنس کے فراموش ہوئین سب چُہلین — حلقۂ زلف مین رہتا ہی مرا دل خاموش

میرے ارمان کے نکلجانیکا شاید ہوا رنج — قتل کرکے مجھے کیون ہوگیا قاتل خاموش

کیا اثر الٹا ہوا ای قیس ترے نالون کا — پردہ سرپٹکے رہے صاحب محمل خاموش

مُنہ لپیٹے ہوئے کیون چُپ لحد مین ہون مین — شب کو رہتے ہین مسافر سرِ منزل خاموش

شمع تربت کو نسیم سحری کیون چھیڑے — بیٹھا ہو ایک مسافر سرِ منزل خاموش

سینے مین کونسے ارمان کا ماتم ہے بپا — کِسکو بیٹھا ہوا روتا ہے مرا دل خاموش

آجتک کچھ بھی غزل کہنے سے حاصل نہوا — شاعری چھوڑکے اب بیٹھین گے فاضل خاموش

مجتبیٰ۔ حقیر سید مجتبیٰ حسن منیجر گلدستۂ تصویر عالم

کس قلق مین ہین کہ محفل کی ہی محفل خاموش — کیون حباب آکے کھڑی ہین سرِ ساحل خاموش

کوئی سُنتا نہین جب باغ مین فریاد اونکی — بیٹھ رہتے ہین گلستان مین عنادل خاموش

دیر سے کانون مین آتی نہین شیون کی صدا — آج کیا ہی کہ مرے سینہ مین ہی دل خاموش

حیرت انگیز ہوا ای دوست جرس کی عادت — دشت و کہسار مین نالان سرِ منزل خاموش

قیس کو شعلۂ آواز جلا دے نہ کہین
اسلیے پردے مین ہی صاحب محمل خاموش

کان رہجائین نہ مشتاق صدا کے ای مرگ
لب کو رکھے نہ مرے ذبح مین قاتل خاموش

خواہش وصل کرون مین تو نہ برہم ہو مزاج
سنکے یا رب رہے وہ حور شمائل خاموش

منہ یہان کھول نہین سکتے ملک ہون کہ بشر
کُنہ واجب مین ہین سب ناقص و کامل خاموش

عرض حاجت مین جو کرتے ہین ادب منعم کا
ہاتھ پھیلا کے کھڑے رہتے ہین سائل خاموش

مرگیا دل ہی تو ارمانون کی رونق کیسی
شمع کے بجھنے سے ہو جاتی ہی محفل خاموش

گفتگو کرنیکا جبتک نہ محل ہاتھ آئے
مجتبی بیٹھتے ہین بزم مین عاقل خاموش

مشتاق عالیجناب معلی القاب نواب محمد باقر علیخان بہادر لکھنوی دام اقبالہ مربی تصویر عالم

ناتوانی نے کیا ہو سر منزل خاموش
صفت نقش کف پا ہے مرا دل خاموش

دور می بزم مین گر ہو تو مین ہون زمزمہ سنج
شمع مینا نہ بجھے گر تو نہو دل خاموش

اب شب ہجر مین بہلاؤن طبیعت کس سے
جس سے مین کرتا تھا باتین ہو وہی دل خاموش

میرے کہنے سے شب ہجر نہین دم لیتا
آکے سمجھائین اگر آپ تو ہو دل خاموش

آہین بھی کرتا ہی چپ بھی ہی شب فرقت مین
شمع خاموش کبھی ہو تو کبھی دل خاموش

الفت ابرو و مژگان مین ہجی کیا ضبط فغان
زخم جب کھائے تو کس طرح رہے دل خاموش

دم تحریر غم ہجر نہ فریاد کرے
رہے خامے کی زبان بنکے مرا دل خاموش

پہلے اک سمت سے آتی تھی فغان کی آواز
اب بتائے کہ ہو پہلو مین کدھر دل خاموش

قافلہ نکلا ہی ارمانون کا سینے سے مرے
منزل عشق مین کیون ہی جرس دل خاموش

ترک الفت کے ہون چپ جو کرون ضبط فغان
منہ کھُلین لاکھ جو ہو ایک مرا دل خاموش

اسکے نالے سے یہ ہو نالہ کشان منزل مین
زنگ بھی چپ ہو گر مشتاق کا ہو دل خاموش

مصور جناب داروغہ سید محمد صاحب مالک گلدستہ تصویر عالم و پریس

اثر ضبط عیان ہو جو ہو بسمل خاموش
زخم پھٹ پھٹکے لہو دے جو رہے دل خاموش

نالے کرتا ہوا مجنون بھی ہی پیچھے پیچھے
کس طرح ناقے پہ ہو صاحب محمل خاموش

سامنے بیٹھون مین اور غیر سے باتین کرو تم
کہو انصاف سے کیونکر ہو مرا دل خاموش

کیا ہنسون بولون کہ ہون یار کے کوچہ سی جدا
مجکو رکھتا ہی غم دوری منزل خاموش

حضرت محتسب آئے تو نہین دیکھو تو
کیون ہی میخانے مین سب رندونکی محفل خاموش

نالے کرتا ہی شب ہجر تو ہمدردی سے
درد خود آپ یہ کہتا ہی کہ ای دل خاموش

ضبط ممکن ہی نہین ہی شب فرقت ناصح
ہو جگر مائل فریاد جو ہو دل خاموش

قلب کا داغ نہ افسردہ کرے آہ مری
ہو ہوا سے نہ چراغ سر منزل خاموش

صحن گلشن مین قفس لاکے جو رکھدین صیاد
قید مین بھی نہ کبھی پھر ہو عنادل خاموش

چٹکیان لیتا ہی اُس دست حنائی کا خیال
رہے کس طرح سے پہلو مین مرا دل خاموش

ای مصوّر مجھے ہی فکر سخن جانے کی
یہ سبب ہے کہ جو رہتا ہی مرا دل خاموش

مضطر - جناب میر جعفر حسین صاحب بنارسی

دیکھ کر کیون نہو حیرت سے مرا دل خاموش
آئینہ رہتا ہی جب تیرے مقابل خاموش

کس طرح سے نہ کرون عرض تمنا تمسے
رہنے دیتی نہین اب آرزوی دل خاموش

دیکھنے والے تو سب تمکو کہین گے ظالم
رہے بالفرض جو یہ ظلم کا حامل خاموش

خوب ارمان دل زار نکالے شب وصل
چپ رہا شرم سے وہ حور شمائل خاموش

کبھی کرتا ہون جو مین اُس سے سوال وصلت
ناز سے کہتا ہی وہ حور شمائل خاموش

بزم مین اُنکی کسی نے جو کہین ذکر کیا
حال غم سنکے مرا ہو گئی محفل خاموش

تھے جو مشہور زمانے مین بہت خوش تقریر
آج ہین شہر خموشان مین تہ گل خاموش

او فسونگر تری آنکھونکا اگر دیکھلے سحر
صورت مردم دیدہ رہے عامل خاموش

سن سکینگے نہ رقیبون کی تعلّی ای جان
ہم نہ ہونگے کبھی غیرونکے مقابل خاموش

کلمہ اُس بت کافر کی گلی مین نہ پڑھین
ہون خدارا مرے تابوت کے حامل خاموش

ہو اگر نغمہ سرا مضطر نالان دم بھر ۔ دم بخود ہو کے چمن مین ہون عنادل خاموش

مقتول جناب مرزا فدا حسین صاحب لکھنوی شاگرد جناب مشتاق لکھنوی

فکر مین دادرسی کی جو ہی بسمل خاموش ۔ سر جھکائے ہوئے ہی حشر مین قاتل خاموش

ہی دم قتل تہ تیغ جو بسمل خاموش ۔ دیکھتا ہی یہ تماشا مرا قاتل خاموش

کچھ ترے ظلم کا شکوہ نکریگا منہ سے ۔ ذبح کے وقت رہے گا ترا بسمل خاموش

پوچھ کمبخت سے اتنا تو کہ کیا خواہش ہی ۔ در پہ کیون تیرے کھڑا ہی ترا سائل خاموش

کسکے مرنے کا تری بزم مین تھا ذکر ای دوست ۔ مجکو ہر سمت نظر آتی ہی محفل خاموش

ظلم تیرا جو دم ذبح گلا گھونٹیگا ۔ زیر خنجر بھی رہیگا ترا بسمل خاموش

تو جو اٹھتا ہی تو سناٹا سا ہو جاتا ہے ۔ شمع کے بجھتے ہی ہو جاتی ہی محفل خاموش

مجکو امید شہادت ہی مجھے ای قسمت آج ۔ تیغ عریان جو لئے ہی مرا قاتل خاموش

شمع رویون کا تصور جو شب فرقت ہے ۔ ساتھ پروانون کے جلتا ہی مرا دل خاموش

کچھ سبب اسکا نہ معلوم ہوا۔ کیا سمجھا ۔ ذبح بسمل کو ہوا دیکھکے قاتل خاموش

آگیا یاد اسے کون حسین کم گو ۔ ہو گیا آج جو مقتول مرا دل خاموش

وصف عالیجناب معلی القاب نواب وصی علیخان بہادر دام اقبالہ مربی تصویر عالم شاگرد جناب مشتاق لکھنوی

ہی گران خاک پہ مقتل کی ہی بسمل خاموش ۔ شرم سے سر کو جھکائے جو ہی قاتل خاموش

باغ ویران ہو سب فصل خزان آئی ہی ۔ ہر طرف شاخون پہ بیٹھے ہین عنادل خاموش

قتل مین میرے تردد ہی اسے کچھ شاید ۔ تیوریان ہی جو چڑھائے ہوئے قاتل خاموش

بے ثباتی کا حبابون کی کہے کون احوال ۔ کہ ازل سے ہوئے پیدا لب ساحل خاموش

کسقدر مانگنے کا اسکی زبان کو ہی مزا ۔ ایک دم بھی نہین رہتے لب سائل خاموش

نالے کرتا ہی جرس ناقۂ لیلے کا عبث ۔ قیس تو دور رہا ہی پس محمل خاموش

آہ کرنے مین جو افشای محبت کا ہی ڈر ۔ حکم یہ ہی کہ رہون مین سر محفل خاموش

جھلملاتی ہین مری آنکھونکی شمعین شب ہجر
کیسے دیتی ہی جو افسردگی دل خاموش

کیا ہو دشمن سے ضرر اوج پسندون کے لیے
کب ہوا سے ہو چراغ مہ کامل خاموش

گر کبھی لعبتِ ابرو مین یہ کرتا ہے فغان
ضبط کہتا ہی کہ بس او دلِ بسمل خاموش

کوچۂ یار مین آیا ہی تو ہو نعرہ سرا
وصف تو کیون ہی ہو چکر سر منزل خاموش

آرم* جناب سید مرتضیٰ حسین صاحب لکھنوی شاگرد جناب ناشاد بلگرامی

بزم مین جبکہ رہے وہ بتِ غافل خاموش
مثلِ تصویر نہ پھر کیون رہے محفل خاموش

جب کیا پیشِ خدا خون کا دعوی مین نے
منہ مرا دیکھکے بس رہگیا قاتل خاموش

ایسے کچھ بزم مین مین نے نفس سرد بھرے
یک بیک ہوگئی شمع سر محفل خاموش

نہ سنا جائیگا انسے نہ سنا جائیگا
حال کہنے ہی کے قابل نہین اے دل خاموش

بت بنا دیتا ہے انسان کو مرا افسانہ
سُنکے نالے مرے کیون ہون نہ عنادل خاموش

کسکے افسانۂ فرقت کا بیان ہوتا ہے
مثل تصویر ہی کیون یار کی محفل خاموش

جی کو بہلا لیا کرتا تھا اُسی سے کچھ دیر
اب کئی روز سے رہتا ہی مرا دل خاموش

اسلام۔ جناب محمد اسلام علی صاحب شاگرد جناب حمید لکھنوی

آکے جبتک نہ کریگا مرا قاتل خاموش
قتل کا شوق ہی ہوگا نہ مرا دل خاموش

سیر کرنے کے لیے باغ مین وہ آتے ہین
آشیانون مین ہین آج عنادل خاموش

یاد پھر آگئی اُن گیسوؤن کی قہر ہوا
ہوگیا تھا ابھی دم بھر کو مرا دل خاموش

نالے کرتا ہوا اُس در پہ گیا تھا مرا دل
چین پایا جو ہوا ہی سر منزل خاموش

مین ہون جانباز نہین خوف ہی کچھ مرنے کا
قتل کر جلد مجھے بیٹھ نہ قاتل خاموش

زخمی تیرِ نظر کو کہین چین آتا ہے
کوئی بتلائے کہ کسطرح ہو گھائل خاموش

وعدۂ وصل کرو۔ اُنسے مین جب کہتا ہون
ہنسکے کہتے ہین کہ بس بس سر محفل خاموش

آپ پہلو سے جو اُٹھین گے تو درد اُٹھیگا
یہ سمجھ لیجیے دل ہوگا بہ مشکل خاموش

* یہ شعر بہت دیر مین آنے کے بعد درج ہوئین۔

حسن کا رعب نہ لیلےٰ کے اگر بڑھجاتا	قیس ہوتا نہ کبھی دیکھکے محمل خاموش
عشق وہ جن ہی اُترتا نہین جسکا ممکن	دیکھکے جسکو ہر اک ہوتا ہی عامل خاموش
رہ الفت بھی عجب سخت ہی جسکو اسلام	دور سے دیکھکے رہجاتا ہی راحل خاموش

نشاق - جناب نواب محمد باقر علیخان بہادر دام اقبالہ

جو گل ہوا سے چراغ مزار ہوجائے	ہمین پہ ختم ہماری بہار ہوجائے
نحیف ہم سا نہ ہوگا کوئی زمانے مین	ہوا چلے تو ہمارا فشار ہوجائے

نوٹ گلدستہ پہونچتے ہی طرح ذیل مین غزلین خوشخط اور علیحدہ علیحدہ کاغذ پر مرحمت ہون مصرع طرح - مارا مجھے دیدار سے ترسا کے کسی نے - دکھلا وغیرہ قافیہ یکم جنوری تک
" لی جان ہی اختر مری در دجگر نی نے خبری غیرہ قافیہ - یکم جنوری سنہ ۱۹۰۱ء تک
" اپنے کشتون کو چلا ہی چھوڑکر قاتل کہان - سائل وغیرہ قافیہ - یکم فروری سنہ ۱۹۰۱ء تک

ناظرین تصویر عالم ضرور ملاحظہ فرمائین

مربی تصویر عالم کے دو طرح سے ہوسکتے ہین ایک وہ معزز عالی ہمت ہین جو عہ سالانہ سے امانت فرمائین اور جب اُنکی غزل طبع ہوگی تو اس طرح سے اسم گرامی تحریر ہوگا " عالی جناب معلی القاب مربی تصویر عالم دام اقبالہ" دوسرے وہ اصحاب بھی مربی ہونگے جو دس خریدار تصویر عالم کے دینگے اور قیمت پیشگی وصول کرادینگے تو اُنکا اسم مبارک اس طور سے اُنکی غزل مین درج ہوگا " عالی جناب مربی تصویر عالم " اور جو عالی مرتبت عشہ سال سے پرورش فرمائینگے اُنکی غزل ہمیشہ اول گلدستہ مع بیل و پیشانی طلائی طبع ہوگی اور جو صاحبان عزت عسہ سال سے مدد فرمائین اُنکی غزل بھی اول گلدستہ مع بیل و پیشانی کے طبع ہوگی صرف طلائی نہوگی - المشتہر منیجر تصویر عالم

صحت نامہ گلدستہ تصویر عالم بابتہ ۱۵ - نومبر سنہ ۱۹۰۰ء

صفحہ	سطر	مصرع	غلط	صحیح
۴۴	اوّل	اوّل		اپنے
"	"	دوم		ساغر
"	۲	اوّل		صحن
۴۷	۸	"		مرزا لطافت حسین

باقیہ ۲ طغرا جرنا ہین

پنا بادشاہ منظور کیا تو کیا پھر اسقدر بھی مجکو اختیار نہین ہو کہ ایک چھوٹا سا امر بھی مین
اپنی رائے سے کر سکون اور خیر اگر مینے ایسا کیا بھی تو اب مین خود اوس سے دست بردار
ہوتا ہون مین اسی وقت جبل ایک آدمی بھیجتا ہون اور حسینہ وغیرہ کو بلوا کر شہزادہ
بند یہ کے سپرد کردیتا ہون جب تک شہزادہ یہ بیان کرتا رہا تمام خیمے مین ایک سکوت
کا عالم رہا مگر ہر شخص کے چہرے سے غصہ کیوجہ سے خون ٹپک رہا تھا اور غیرت کی
وجہ سے آنکھون سے آنسو نکل آئے تھے جب تقریر شہزادہ کی ختم ہوئی اوسوقت تمام
افسرون نے معہ کمانڈر انچیف فقط اتنا کہا کہ حضور اب ہم لوگون کو زیادہ خجل نکرین ضرور
ہم لوگ اس سے زیادہ نفرین کے قابل ہین اور ان باتون کا جواب انشاء اللہ کل
ہم صبح کو زبان تیغ سے دشمنون کو دینگے ۔
شہزادہ میرے بہادرون مجھے تم سے یہی امید ہو جیسا اسوقت تم لوگون کے چہرون سے
ظاہر ہو رہا ہو اور اسی امید کی وجہ سے مجکو تعجب ہوا کہ آجتک کیون غفلت ہوئی اور اب مجکو
پوری پوری امید اور کامل یقین ہو کہ انشاء اللہ اب یہ مہم جلد حسب دلخواہ ختم ہو بلکہ مجکو
یقین ہو کہ کل ہی کچھ نہ کچھ فتح کے آثار ظاہر ہوجائینگے دیکھو تمہارا حریف اور اوسکے سب سپاہ
ہر وقت شراب کے نشہ مین بیہوش رہتی ہو وہ لوگ عیاشی کرنا جانین یا لڑنا مجکو پورا یقین ہو
کہ تم ایسے بہادرون کا ایک حملہ بھی وہ روک نسکین گے اور اگر یہ میرا خیال صحیح ہو تو پھر کاہیکو
تم لوگ اپنے بال بچون سے اور اپنے پیارے وطن سے اسقدر دور اس جنگل مین چھٹے پڑے
رہو بس میرے بہادرون ایک ہی حملہ مین فیصلہ ہو کل تم سب کے آگے جو شخص قدم بڑھا کر
حملہ کریگا سمجھ لو وہ وہی شخص ہو جسکو تم ہی لوگون نے اپنا بادشاہ بنا رکھا ہو اسوقت کی شہزادے
کی تمام باتون نے یہ اثر ہر شخص پر کیا کہ بس تہیہ تھا ہر شخص کا کہ اکیلا اکیلا اسیوقت حریف کی
فوج مین جاکے قیامت برپا کردے بلکہ اکثر کمسن کمسن جوان جوان افسرون نے کہا کہ ہم
اسیوقت حملہ کرینگے مگر شہزادے نے ان لوگون کو قسمین دیدیکر سمجھایا کہ یہ جرأت اچھی نہین

جلدی کا کام خراب ہوتا ہی اور تاخیر بھی تو کچھ نہین ہی بس یہ رات کا پردہ سامنے ہی جسوقت یہ اوٹھ جائے پھر انشاء اللہ اوس قصد کو جو اسوقت ہی اچھی طرحسے میرے اور سب کے ساتھ پورا کرنا بعد اسکے شہزادے نے کہا میرے بہادرون اسوقت کا تمھارا اوقات میری بک بک مین بیکار خراب ہوا یہ وقت تم لوگون کے آرام کا تھا مگر یہ خیال نکرنا میری اسوقت کی ان باتون سے جسے تھوڑا سا وقت تمھارا خراب ہوا ابت سے وقت کو خراب ہونے سے بچا لیا اچھا اب رخصت ہو اور اپنے اپنے خیمون مین جاکر آرام کرو۔

بائیسوان باب

الحمد للہ حضور کی دعا سے اب اچھا ہون

شب کا وقت ہی بعد یہ گاؤن مین حفیظ محمد پاشا اپنے دو چار مصاحبین کو لیے ہوے ایک مکان کے کمرے مین بیٹھے ہوے یہ باتین کر رہے ہین۔ حفیظ محمد پاشا اپنے ایک مصاحب سے جنکا نام سعید تھا کیون سعید بی بی گرفتار ہونے محمد علی پاشا کے پھر اونکی کچھ کیفیت معلوم ہوی۔

سعید۔ حضور کیا کیفیت معلوم ہوتی اس واسطے کہ سنا ہی شہزادہ جبل قریب لاکھ آدمی کے لیکر چڑھ آیا ہی ادھر شہزادہ ہند یہ بھی اسیقدر فوج لیکر نجف اشرف سے دس کوس آگے مقابلہ پر ٹھہرے ہین روز سنا ہی لڑائی ہوتی ہی مگر انجام کوئی ابھی نہین معلوم ہوا کل یہ سُنا تھا کہ شہزادہ ہند یہ کی فوج نے دو تین مورچے چھین لیے مگر آج یہ سُنا ہی کہ بی بی زنو بہ شہزادے پاس پہونچ گئین اور تمام فوج مین وہی اشغال جو تھوڑے دنون کو ترک کردی تھے جاری ہوگئے ہین۔

حفیظ محمد پاشا ہان یہ تو مینے بھی سنا ہی اسی سے اب رنج ہوتا ہی کہ پہلے تو امید تھی کہ اگر خدا کا بھی فضل شامل حال ہوا تو شاید فتح ہوجاے اور اب ان افعال کی وجہ سے

تو فتح ہونا ظاہر“

سعید جی ہان دس پندرہ روز تک جو خیریت سے گزری تو اسی وجہ سے کہ شہزادے صاحب نے اپنے اشغال کو چھوڑ کر ذرا فوجکی طرف توجہ کی تھی تو جکو قواعد وغیرہ سکھانیکے تو کچھ ضرورت بھی نہین ہے اسواسطے کہ اسی دن کے لیے ثروت پاشا نے سب کو تیار رکھا تھا فقط افسرون کو ذرا ہوشیار ہونا تھا۔ شہزادے کے سنبھلنے سے افسر بھی ذرا درست ہوے اتنے دن لڑائی کا انجام اچھا رہا مگر اب خدا ہی حافظ ہے۔

حفیظ محمد پاشا ”خدا اپنا فضل کرے انجام اس سلطنت کا اب بہت برا نظر آتا ہے بادشاہ مرحوم اب جب اونکا اخیر زمانہ تھا تو اکثر فرمایا کرتے تھے کہ بعد میرے یہ سلطنت ضرور جاتی رہیگی مجکو تو اون مرحوم کا قول یاد آتا ہے اور یقین ہوتا ہے کہ شاید وہی ظہور مین بھی آئی“

جعفر ”یہ بھی ایک دوست حفیظ محمد پاشا کے ہین حضور اچھی طرحسے لڑائی کا سبب کچھ معلوم نہین ہوا“

حفیظ محمد پاشا ”جہان آپ وہان مین جو آپ نے سنا ہے وہی مینے بھی سنا ہے کیا بیان کرون مگر بجاے خود اکثر سوچا کرتا ہون کہ کیا وجہ ہے مگر کچھ سمجھ مین نہین آتا اور یہی وجہ ہے کہ ہند یہ سے ہم اتنی دور اگر وہان رہتے ہوتے تو شاید صحیح صحیح کیفیت معلوم ہوتی اور کیا عجب کہ یہی بات جو مشہور ہے صحیح ہو۔ شہزادہ کی کیفیت سرابخواری اور عیاشی کے تمام شہرون شہرون مشہور ہے پھر کیا عجب کہ شہزادہ جبل نے شہزادہ کا یہ حال سنکے معاہدہ سابق توڑ ڈالا ہو اور قصد فتح ہندیہ کیا ہو۔

سعید ”حضور محمد علی پاشا کو تو یقین ہے کہ شہزادہ جبل نے قید کرکے جبل بھیجدیا ہوگا“

حفیظ محمد پاشا ”نہین اونکو ساتھ رکھا ہوگا اس خیال سے کہ شاید کوئی افسر ہمارا

گرفتار ہوجائے تو اوسے بدل لین "

سعید ۔ یہ خیر حضور یہ تو سب جھگڑا ہوا ہی کریگا مگر حضور حسینہ کا اب تک پتا نہین معلوم ہونے سے تعجب ہوتا ہی اسلیے کہ یہ یقین ہی کہ شہزادہ صاحب نے اونکو غائب کرا یا پھر ایسا کہان غائب کر دیا کہ پتا نہین لگتا اگر شہر ہند یہ مین ہوتی تو ممکن ہی نہ تھا کہ پتا ہم لوگون کو اسقدر ڈھونڈھنے پر نہ لگتا حضور مجکو تو یہ خیال ہی کہ کیا عجب شہزادہ نے شہزادہ جیل پاس بھیجدیا ہو اور اب بلوایا تو وہ ندیتا ہو اور اسیوجہ سے لڑائی شروع ہوئی ہو "

حفیظ محمد پاشا ۔ چپکے سے مجکو بھی یہ خیال بار ہا آیا مگر مُنہ سے نہ نکال سکا کہ ایسا نہو کہ ثروت پاشا کو معلوم ہو جائے تو اس علالت مین وہ جان دینے کو تیار ہو جائین اور آپ بھی اس اپنے خیال کو زبان سے نہ نکالیے گا ورنہ بہت خرابی ہوگی ۔

سعید ۔ جی نہین مین کیا ایسا احمق ہون میرا یہ خیال بہت دن سے تھا مگر اسوقت حضور سے فقط عرض کیا "

حفیظ محمد پاشا ۔ اچھا اسوقت وم گھبراتا ہی چلیے ثروت پاشا پاس چلکر باتین کرین کہ اونکا بھی کچھ دل بہلے "

سعید ۔ بہت بہتر ۔ یہ کہکر حفیظ محمد پاشا اور سعید وغیرہ اوٹھکر ثروت پاشا کے کمرے مین گئے ثروت پاشا گاؤ سے لگے بیٹھے تھے اور دو تین مصاحب انکے پاس بیٹھے تھے اتفاق سے ثروت پاشا بھی اسوقت لڑائی ہی کی باتین کر رہے تھے جب حفیظ محمد پاشا پہونچے تو ثروت پاشا تعظیم کو اوٹھے حفیظ محمد پاشا نے کہا کہ میان تم مین اتنی طاقت نہین ہی تم بیٹھ جاؤ اور جلدی سے خود جا کر ثروت پاشا پاس گاؤ تکیے پر بیٹھ گئے "

ثروت پاشا ادب سے گاؤ کے کونے کی طرف ہو بیٹھے "

حفیظ محمد پاشا ۔ شب بخیر مزاج کیسا ہی "

ثروت پاشا:۔ الحمد للہ آپ کی دعا سے اب سب طرح سے اچھا ہوں ذرا ناطاقتی کی شکایت ہے
حفیظ محمد پاشا:۔ انشاء اللہ اگر خدا نے چاہا تو یہ بھی جلد رفع ہو جائیگی۔"
ثروت پاشا:۔ ابا جان کچھ لڑائی کا حال بھی کسی سے آپ نے صحیح صحیح سُنا کہ کیا آجکل انجام ہوا اور وجہ لڑائی کیا ہے"
حفیظ محمد پاشا:۔ صحیح صحیح تو نہین معلوم مگر یہ سُنا ہی کہ چند روز تو شہزادے صاحب نے اپنے افعال کو ترک کر دیا تھا اور اونکے ترک کرنے سے افسر وغیرہ بھی سنبھل گئے تھے جسکا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ دو ایک مورچے بھی شہزادہ جبل کی فوج سے چھین لیے تھے مگر اب سنا ہی کہ ذلوبہ کے پہونچنے سے شہزادے کا رنگ وہی پہلا ہو گیا اور اونکو دیکھکر افسرون کا بھی وہی رنگ ہو گیا"
ثروت پاشا:۔ اور وجہ لڑائی صحیح صحیح حضور کو معلوم نہین ہوئی"
حفیظ محمد پاشا:۔ نہین بس اوسیقدر معلوم ہی جسقدر تمکو"
ثروت پاشا:۔ (سکوت کرکے) ایک مصاحب سے۔ چپکے چپکے کچھ کان مین کہنے لگا اور جب ثروت پاشا کہہ چکے تو حفیظ محمد پاشا نے اوس شخص سے پوچھا کہ جسسے ثروت پاشا باتین کر رہے تھے کہ خیر تو ہی"
وہی مصاحب:۔ حضور ہمارے ثروت پاشا کا تو عجیب خیال ہی فرماتے ہین کہ مجکو اسوقت ایک خیال فوری آیا ہی اور یقینی صحیح ہی وہ یہ کہ وجہ لڑائی یقینی یہ ہی کہ معلوم ہوتا ہی کہ شہزادہ نے حسینہ کو موشکر آفندی کے بادشاہ کے خوف سے شہزادہ جبل پاس بھیجدیا تھا اور اب بعد انتقال بادشاہ خوف جاتا رہا حسینہ کو بلوایا ہو گا اور شہزادہ جبل نے معلوم ہوتا ہی کہ دینے سے انکار کیا بس اسی وجہ سے لڑائی ہوی۔"
حفیظ محمد پاشا:۔ واہ واہ کیا خیال ہی بھلا کوئی احمق بھی ایسا کریگا کہ جس عورت کو خود چاہتا ہو اوسکو دوسرے مرد پاس بھیجے اور وہ مرد بھی کیسا کہ جو

برابر کا چتے ملنا ممکن نہین یہ خیال بالکل خلاف عقل ہو لڑائی کی وجہ یقینی یہ ہو کہ شہزادے
کی کیفیت شہرون شہرون شراب خواری عیاشی کی مشہور ہو شہزادہ جبل نے کیفیت
سنکر معاہدہ سابق توڑ ڈالا اور خیال کیا کہ ایسے مین میدان خالی ہو بادشاہ نے بھی
ابھی ابھی انتقال کیا ہو اور شہزادے کی حرکتون سے فوج اور تمام رعایا بددل ہو ہم
لوگون کے معزولی کے حال سے معلوم ہوا ہو گا بس اس موقع کو غنیمت سمجھ کے فتح ہندیہ
کا قصد پیدا ہوا ہو گا اور شہزادہ جبل کی لیاقت اور جرأت کا حال تو تم سن ہی چکے
ہو پھر ایسے وقت مین اوسکا فوج کشی کرنا کیا بعید ہو۔

ثروت پاشا "ابا جان پہلے تو فوج شہزادہ ہند یہ نے بھیجی بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ فوج
کشی پہلے انھون نے کی"

حفیظ محمد پاشا " پھر اسے کیا ہان یہی ہوا معاہدہ فسق کرنیکی اطلاع سفیر جبل نے
شہزادے کو دی ہوگی انھون نے نشہ مین بے سوچے سمجھے کچھ فوج بھیجدی جسکا انجام
یہ ہوا کہ شہزادہ جبل اوس فوجکو شکست دیکر خود چڑھ دوڑا۔ ہر چند حفیظ محمد پاشا
نے ثروت پاشا کو جواب شافی دی۔ مگر یہ خیال کچھ اس طرحسے ثروت پاشا کو ہوا تھا
کہ کسی طرحسے دل سے نہن نکلتا تھا مگر باپ کے خیال سے چپ ہو رہے دوسرے
کر ہی کیا سکتے تھے تھوڑی دیر کے بعد حفیظ محمد پاشا سمجھا بجھا کر متردد
او ٹھکر اپنے کمرے مین چلے گئے۔

ثروت پاشا نے فوری دو آدمیون کو بلا کر حکم دیا کہ تم اسیوقت نجف اشرف
کی طرف جاؤ اور کسی تدبیر سے یہ دریافت کرو کہ وجہ لڑائی کیا ہو اور اگر ممکن
ہو تو شہزادہ جبل کی فوج مین جا کر یہ دریافت کرنا شکر آفندی نامے شخص کسی
عورت کو لیکر قبل لڑائی جبل پہونچا تھا یا نہین اور اگر پہونچا تھا تو اب وہ
عورت اور شکر آفندی کہان ہین فوری وہ دونون آدمی بموجب حکم

نجف اشرف کی طرف روانہ ہوئے اور ثروت پاشا نے مصاحبین سے نیند کا بہانہ کر کے سبکو اوٹھا دیا اور خود پلنگ پر لیٹ کر اپنے دل سے باتین کرنے لگے۔

۲۳ تیئسوان باب
لڑائی کا انقلاب

صبحکو سویرے نماز کے وقت دونون جانب کے فوجونکے سپاہی اپنے اپنے بسترون سے اوٹھ اوٹھکر حوائج ضروری سے فراغت کرنے لگے کوئی اللہ کا نیک بندہ وضو کر کے نماز پڑھنے مین مشغول ہو اور کوئی نماز سے فراغت کر کے دعا مانگ رہا ہی اسوقت کی اوسکی دعا ضروری اسی امر کے ہوگی کہ پروردگار میری جانکا توہی حافظ ہی کچھ لوگ سب کامون سے فراغت کر کے ہتھیار اپنے جسم پر لگا رہے ہین کچھ تیار ہو کے بیٹھے ہوے جگار اپی رہے ہین افسرون کو اونکے ملازمین نے وردی پہنا کر ہتھیار سامنے رکھدیے ہین جنکو وہ اپنے ہاتھ سے لگا رہے ہین کمانڈر انچیف صاحب کو بھی اونکے ملازم نے سوتے سے اوٹھایا ہی جو اوٹھتے ہی نہین تھے بہزار خرابی اوٹھے تو نوکر کو ہزارون گالیان دینا شروع کین کہ کمبخت ابھی تو اندھیرا بہت ہی رات باقی ہی کیون جگا دیا تو اب اوس بیچارے نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا کہ حضور صبح ہوگئی ہی مگر ذرا ابر ہی اس سے اندھیرا معلوم ہوتا ہی سلطان آفندی اچھا کلی کو پانی لا۔

ملازم "حضور حاضر ہی"

سلطان آفندی نے فوری کلی کی اور ایک میز کی طرف اشارہ کر کے شامپین اور وسکی کی بوتل اوٹھا دے۔

خدمتگار ے آیا مگر کمبخت اتفاق سے بجاے وسکی کے برانڈی کی بوتل وہ لایا بس اب باتھا ایک طمانچہ اوس غریب کے رسید کیا اور کہا کہ کمبخت اتنے دن ہوگئے میری پاس

نوکر ہی او راُبھی تک نہین پہچانا وہ زرد رنگ کی بوتل اوٹھا لا فوری گو وہ بیچارہ اوسی بوتل کو اوٹھا لایا جسکو اشارے سے بتایا تھا۔

سلطان آفندی نے ایک گلاس اور دونون کو آدھا آدھا ملاکے پیا بعد اوسکے ایک جگار اپیا تو ذرا ہوش درست ہوے چوکے پر گئے منہ دھو یا کچھ ناشتا کیا کپڑے پہنے کہ ایک سپاہی نے آکر عرض کیا کہ فوجکو میدان مین گئے بہت دیر ہوئی مین اطلاع کو حاضر ہون۔

سلطان آفندی۔ آج کیا وجہ کہ اسقدر سویرے سے فوج میدان مین چلی گئی ؟

سپاہی۔ حضور آج کچھ رات رہے سے حریف کی فوج میدان مین آگئی ہماری طرفکی فوجکو تو تھوڑی دیر ہوئی ہو اور بندوقون کی آواز سنائی دیتی ہو شاید کیا یقینی لڑائی بھی شروع ہو گئی ؟

سلطان آفندی۔ شہزادے صاحب تو ابھی نہین سوار ہوے ؟

سپاہی۔ جی نہین ؟

سلطان آفندی اور ایک جام پیکر اوٹھے اور جلدی سے ہتھیار سب لگائے خیمے سے نکلے تو گھوڑا تیار تھا فوری سوار ہوکر میدان کی طرف روانہ ہوے اور اوسی سپاہی سے کہتے گئے کہ شہزادہ صاحب کو بھی اطلاع کرآؤ۔

سپاہی۔ شہزادے کے خیمے کے پاس آیا اور اور سپاہیون سے جو وہان پہرے پر تھے کہا کہ کیا آج ابھی تک شہزادہ صاحب آرام کر کے نہین اوٹھے ؟

پہرے والے سپاہی۔ جی نہین آرام آج ایسا کیا ہو کہ یقین ہو کہ شام تک اوٹھین

وہی سپاہی۔ (جو اطلاع کو آیا تھا) کیون کیا وجہ خیر تو ہو مزاج کیسا ہو ؟

پہرے والا سپاہی۔ مزاج تو اچھا ہو مگر تین بجے رات تک خوب شراب پی ہو اب کچھ تو نشہ کچھ نیند پھر کس طرح سے آنکھ کھلے ؟

وہی سپاہی۔ کسی نے جگایا بھی ؟

پہرے والا ''سنو دیکھو آدمی جگار ہا ہی یا نہین اب جو اوس سپاہی نے خیمے کے پاس جا کے کان لگا کے سنا تو سنائی دیا کہ کوئی ملازم کہ رہا ہی حضور خداوند نعمت اوٹھیے بہت دن چڑھ آیا فوج میدان مین پہونچگئی لڑائی بھی شروع ہوگئی ہزار ہزار وہ آدمی کوششین کرتا ہی مگر شہزادہ صاحب بیہوشی طرح سوائے ہان او ہنہ کے کچھ جواب ہی نہین دیتے آخر خدا خدا کرکے بی ذنوبہ جو پاس لیٹی تھین اور اوتھون نے چلو مین پانی لیکر منہ پر ڈالا تو آنکھ کھلی مگر نشہ مین چور کہتے کچھ ہین اور منہ سے کچھ نکلتا ہی اب سب مصاحبین بھی ذنوبہ کے اوٹھنے سے خیمے مین آئے شہزادے نے کہا کہ آج کا ہیکو اتنا سویرے اوٹھا دیا۔

ذنوبہ ''سویرا نہین ہی بلکہ آج بہت دیر ہوگئی لڑائی شروع ہوئے آدھ گھنٹے سے زیادہ ہوا جلد اوٹھو۔ اب جو شہزادے نے مسہری سے پیر اوٹھائے تو پیر ایسے لڑکھڑائے کہ اگر مصاحبین پکڑ نہ لین تو گر پڑے''

شہزادہ ''معاذاللہ کیسی نیند ہی کہ آنکھ ہی نہین کھلتی اُف درد سر بھی ہی اچھا تو پھر آج مین نجاؤن گا کوئی جا کر سلطان فرہاسے کہدو کہ وہ آج فوجکو لڑائین''

ذنوبہ ''نہین نہین ضرور جاؤ بیکار کو میرا نام بدنام ہوگا لوگ کہین گے ذنوبہ کے آنے سے شہزادے نے بالکل بیخبری اختیار کرلی ہی منہ دھوا اور ایک گلاس پیو خمار جاتا رہے پھر درد سر وغیرہ کچھ نہین ہوگا اور نیند بھی جاتی رہیگی۔ آخر مجبوراً شہزادے نے منہ ہاتھ دھویا مگر اس طرحسے جیسے مفلوج کہ نہ ہاتھ اچھی طرح قابو مین نہ پیر جب منہ دھو چکے تو ایک مصاحب نے شراب کا گلاس دیا شہزادے نے پیا اور نارنگی وغیرہ کی دو چار پھانکین کھائین ذرا آنکھ کھلی تو کہا ذنوبہ تمنے سچ کہا تھا ایک گلاس ہی سے حواس ذرا درست ہوئے''

ایک مصاحب ''حضور بس ایک گلاس ذرا ٹھہر کر اور پی لیجیے اور سوار ہو جیے''

شہزادہ ''ہان یہی قصد ہی توپون کی اور بندوقونکی آواز سنکر معاذاللہ آج تو معلوم ہوتا

کہ بھاڑ بھبن رہا ہی"
ایک مصاحب "حضور آج بہت سویرے سے اودھر کی فوج میدان مین پہونچگئی
اور اسیوقت سے لڑائی کا یہ حال ہی جیسا حضور نے سُنا"
شہزادہ "اچھا گلاس لاؤ اور بوتل مجکو دیدو۔ بوتل شہزادے نے لیکر آدھا گلاس
بھر کے پیا اور فوری اوٹھکر خیمے سے باہر برآمد ہوے سلامی کی توپ چھوٹی شہزادہ صاحب
سوار ہوکر میدان کی طرف چلے جون جون ہوا شہزادے کے لگنے لگی وہ وہ نشہ زیادہ
ہونے لگا اور جب شہزادہ اوس مقام پر پہونچا جہان تک جانا منظور تھا یہ سمجھ مین نہ آیا
کہ مین پہونچگیا ہون جہان مقصود تھا بلکہ کچھ اور آگے بڑھا چلا گیا پہلے تو ہمراہی یہ سمجھے کہ
یہ آگے بڑھنا شہزادے کا قصدی فعل ہی مگر جب بالکل حریف کی گولیون کی زد پر پہونچگئے
اور ایک آدمی زخمی بھی ہوا تو اوسوقت ایک ایڈی کانگ نے بڑھکر عرض کی کہ حضور
کہان بڑھے چلے جاتے ہین یہانتک گولیان حریف کی بندوقونکی آتی ہین ایک سپاہی
ہمراہی کا زخمی بھی ہوگیا"
شہزادہ "ہین کیا ہم اوس مقام سے جہان ہمکو ٹھہرنا تھا بڑھ آئے"
ایڈی کانگ "حضور بہت آئے جلد پلٹیے ورنہ خوف ہی کہ کوئی نہ کوئی زخمی ہوجائے"
شہزادہ "جلدی سے گھوڑے کو موڑکر پلٹا تو اب پھر اوس مقام پر نہین ٹھہرتا جہان
ٹھہرنا چاہیے تھا بلکہ خیمے کی طرف بڑھا چلا آتا ہی ساتھ والون کو اب یہ خیال ہی کہ شاید
شہزادے کو نشہ زیادہ معلوم ہوتا ہی اور ارادہ ہی کہ اپنے خیمے مین چلا جاؤن اور یہی
اسوقت مناسب بھی ہی اسواسطے کہ فی الحقیقت اسوقت شہزادے کے نشہ کی وجہ سے
بری حالت ہی مگر ایک مقام پر شہزادہ ٹھہر گیا مگر وہ مقام فوج سے اتنی دور تھا کہ فوج معلوم
بھی اچھی طرح سے نہوتی تھی اور ٹھہر کر پوچھنے لگا ہان فوج ہماری آج کیا ہوگئی جو معلوم نہین ہوتی
ایک ایڈی کانگ "حضور آپ ادھر بہت بڑھ آئے"

شہزادہ ۔ "ہین تو تمنے مجکو وہان پر کیون نروکا"
ایڈی کانگ ۔ "حضور ہم یہ سمجھے کہ حضور کے دشمنون کی طبیعت آج ناساز ہی حضور کا قصد خیمے مین تشریف لیچلنے کا ہی اس خیال سی ہمنے عرض نہین کیا اور حضور اسوقت یہی مناسب ہی کہ حضور خیمے ہی مین تشریف لیچلین"
شہزادہ ۔ (خفا ہوکر) "ہین کیا تم مجکو نشہ مین سمجھتے ہو کیون"
ایڈی کانگ ۔ "نہین حضور مینے تو یہ نہین کہا کہ حضور نشہ مین ہین بلکہ یہ عرض کیا کہ طبیعت ناساز ہی خیمے ہی مین حضور کا تشریف لیجانا مناسب ہی"
شہزادہ ۔ "تو پھر کیون یہی مطلب ہوا نا کہ مین نشہ مین ہون اور لوگون کی طرف متوجہ ہوکر کہا مین نشہ مین ہون ہین بتاؤ"
سب ہمراہی ۔ "نہین حضور نشہ مین تو نہین اور حضور کو کبھی نشہ ہوا ہی جو اسوقت ہوگا"
شہزادہ ۔ "تو پھر یہ کیون مجکو نشہ مین بتاتا ہی ۔ (ایڈی کانگ کی طرف اشارہ کرکے)"
اور ہمراہی ۔ "نہین حضور یہ کہتے ہین کہ حضور کو بی ذونوبہ نے بلایا ہی خیمے مین تشریف لیچلین"

ہمراہین نے چاہا کہ ذونوبہ کے نام سے شہزادے کو خیمے مین لے آئین مگر اسوقت شہزادہ نشہ کی وجہ سے سڑی ہو رہا تھا اور جسقدر ہوا لگتی تھی اوسیقدر نشہ بڑھتا جاتا تھا اور نشہ کی دُھن مین بس یہی بار بار کہتا تھا کہ کیا مجھے نشہ ہوگیا ہی۔
شہزادہ ۔ "کیون ذونوبہ نے کیون بلایا کیا اوسکو بھی یہی گمان ہی کہ مین نشہ مین ہون وہ خود کیون نہین چلی آتی"
ہمراہین ۔ "حضور وہ لڑائی کے میدان مین کیونکر آئین دوسرے اونکی طبیعت علیل ہوگئی ہی اسی سے حضور کو بلایا ہی"
شہزادہ ۔ "ہوگا مین لڑائی کو چھوڑکر نہین جاؤنگا یہ کہکر شہزادے نے گھوڑا آگے بڑھایا

سب بیچارے آفت مین مبتلا کیا کرین۔ آخر جب شہزادہ اوس مقام پر پہونچا جہان
شہزادے کو ٹھہرنا چاہیے تھا تو ایک شخص نے کہا کہ حضور بس آگے نہ بڑھیے جہان حضور کو
ٹھہرنا چاہیے تھا وہ مقام آگیا۔
شہزادہ ‘‘اچھا کہکر گھوڑے کو روک کر چپکا کھڑا ہوگیا مگر جب گھوڑا ذراسی بھی لغزش کرتا تھا
تو شہزادہ ڈگ مگا جاتا تھا نشہ کی وجہ سے پیر بالکل بیقابو تھے‘‘۔
حریف کے افسرون نے جو یہ واقعہ دیکھا کہ پہلے تو شہزادہ کا دیر تک میدان مین پتا نہ
لگا اب جو دکھائی دی تو اسقدر بڑھے چلے آئے کہ حد نہین پھر پلٹے تو ایسے کہ پھر غائب
ہوگئے اب پھر آکر چپکے ایک جگہ ٹھہرے ہین اسکا کیا سبب ہی آخر دوربینون سے دیکھنا
شروع کیا تو اونکو معلوم ہوا کہ شہزادہ بہت نشہ مین ہی اسلیے کہ آنکھین بند ہوئی
جاتی ہین اور گھوڑے پر بیٹھا نہین جاتا اب کیا تھا جب یہ معلوم ہوا تو پانچ چار افسر
آپس مین مشورہ کرکے اور اپنے اپنی پلٹنو کو اور رسالون کو ہمراہ لیکر اکا ایکی شہزادے
کی طرف جھپٹی شہزادہ تو بالکل بیہوش کھڑا ہوا تھا اوسکو تو کچھ معلوم ہی نہوا مگر پاس
کے لوگون نے جو دوربینون سے لڑائی کی کیفیت دیکھ رہے تھے آپس مین کہا کہ
خدا خیر کرے آج لڑائی کا رنگ بے رنگ ہی معلوم ہوتا ہی حریف کے افسرون نے
شہزادے کی نشہ کی حالت دوربینون سے دیکھ لی اور قصد حملے کا اسطرف کو کیا ہی دوچار
اوتھین مین سے جنکے پاس دوربینین نہتھین نہین دوربین سے اونکو کیونکر معلوم ہوا
کہ شہزادہ نشہ مین ہی یہ خیال ہی خیال ہی اور رہا ہم ہی ابھی جن لوگون نے یہ کہا تھا کہ
اسی طرف حملے کا قصد ہی دوربین سے پھر دیکھکر نہین ہم سچ کہتے ہین کہ وہ لوگ سمجھ
گئے دوربین اون لوگونین سے ایک کو دیکر جنھون نے کہا تھا کہ یہ خیال ہی خیال ہی
دیکھو کسقدر تیزی سے وہ لوگ ادھر چلے آتے ہین۔
وہ شخص۔‘‘دوربین سے دیکھکر’’ ہان ہان سچ ہی ادھر تو پلٹنین دوڑی چلی آتی ہین

اور سوار تو گھوڑے سرپٹ ڈالے آتے ہین اور اور تو دیکھو مجکو معلوم ہوتا ہی کہ سب سوارونکے آگے شہزادہ جبل کا گھوڑا ہی اور لوگ جو دوربینون سے دیکھ رہے ہین ہان ہان خوب پہچانا شہزادہ ہی ہی اور اپنے شہزادے سے حضور جلد یہان سے ہٹ چلیے اور قلب لشکر مین چلیے جلد چلیے۔

شہزادہ "کیا کہا"

اونھین مین سے ایک شخص "حضور جلد چلیے"

دوسرا "حضور قلب لشکر مین جلد بھاگ چلیے"

شہزادہ "ہین کیا ہی خفا ہو کر صاف کیون نہین کہتے کہ بات سمجھ مین آئے اور منہ شہزادے نے حریف کی طرف سے پھیر کر پوچھنا شروع کیا اسواسطے کہ ہمراہین سب شہزادے کے پیچھے کھڑے تھے"

ایک ایڈی کانگ "حضور حریف کی فوج آگئی جلد بھاگیے"

شہزادہ "کہان آگئی"

ایڈی کانگ "وہ سامنے"

شہزادہ۔ (دیکھکر) "کیون جھوٹ بکتے ہو کیا مجکو نشہ مین جانتے ہو"

وجہ یہ ہوی شہزادے کو نہ معلوم ہونے کی کہ ایک تو اون لوگون نے دوربینو ن سے دیکھا تھا ابھی اسقدر فوج قریب نہین آئی تھی کہ بلا دوربین معلوم ہوتا دوسرے نشہ کی وجہ سے شہزادے کو اپنے پاس ہی کے آدمی اچھی طرح سے نہ معلوم ہوئی تھی تیسرے فوج حریف کی ذرا نشیب مین ہو گئی تھی اسوجہ سے کہ اوس میدان کی زمین اونچی نیچی تھی

دوسرا شخص "حضور نشہ مین نہین ہین از برائے خدا جلد بھاگیے دوربین سے دیکھیے فوج حریف کی بالکل پاس آگئی"

دوسرا شخص "ارے حضور اب دوربین سے دیکھنے ہی کی ضرورت نہین ہی

یونہی معلوم ہوتی ہے جیسے وہ سارے کا رسالہ اور ایک گھوڑ چڑھا توپخانہ چلا آتا ہے۔
شہزادہ نے سامنے تو نہ دیکھا بلکہ داہنے ہاتھ کی طرف دوربین سے دیکھا اور کہا کہ احمقو
تم سب کے سب نشہ مین ہو وہ فوج میری ہے جو ادھر میرے پاس آرہی ہے۔
ایک ایڈی کانگ ۔ حضور آپ نے اس طرف جدھر سے حضور کی فوج حریف کو حضور
کی طرف آتے دیکھکر حضور پاس آتی ہے دیکھا سامنے دیکھیے اور اب دیکھنے نہین جلد گھوڑا
پلٹا کے بھاگیے حضور کی فوج بہت دور ہے اور وہ حریف کی فوج آگئی دیکھیے حضور کیطرف
کے افسر جھنڈیون سے کہہ رہے ہین کہ بھاگیے "
شہزادہ ۔ "ڈر کاہیکا ہے لڑینگے کیا ہمارے پاس فوج نہین ہے"
ایڈی کانگ ۔ حضور کے پاس بہت کم آدمی ہین اور وہ لوگ زیادہ ادھر آرہے
ہین دوسرے اگر ہمارے پاس یہان برابر کی بھی فوج ہوتی تو بھاگنا ہی مناسب تھا ایسا نہو
کہ حضور گرفتار ہوجائین "
شہزادہ ۔ "مین کیون گرفتار ہونگا لڑونگا لڑونگا لڑونگا آخر مین کیون نہ لڑونگا کیا مین نشہ
مین ہون جو نہ لڑونگا یہ کہکر شہزادے نے تلوار میان سے کھینچ لی جو فوری ہاتھ بے قابو
ہونے کی وجہ سے گر گئی "
ایڈی کانگ ۔ "(جھلا کر) او حضور نشہ مین نہین ہین یونہی لڑینگے اور اوسی ایڈی کانگ
نے دو آدمیون سے کہا کہ جلد شہزادے کو اوٹھا کر میرے گھوڑے پر بٹھا دو فوری اوسکے
کہنے سے دو آدمیون نے شہزادے کو پکڑ کر اوس ایڈی کانگ کے گھوڑے پر بٹھا دیا
اور وہ فوری شہزادے کو لیکر قلب لشکر کی طرف بھاگا ہر چند شہزادے نے ہاتھ
پاؤن مارے مگر نشہ کی وجہ سے سب اعضا کمزور تو ہو ہی رہے تھے اوس شخص نے
اس طرح سے دبوچا کہ جنبش نکرنے دی ورنہ شہزادہ اپنے تئین گرا دیتا اور شہزادے کے
رسالے نے شہزادہ جبل کے رسالے کو جسکو خود شہزادہ جبل لیکر سب سے پہلے پہونچا تھا

روکا اور تلوار چلنے لگی ہرچند دونون جانب کے لوگ تعداد مین برابر تھی مگر نہین معلوم کہ شہزادے جبل نے یہ کلمہ کیکے کسقدر قوت بڑھادی تھی کہ میرے بہادرو یہی موقعہ ہو بس شہزادیکو گرفتار کرلیا اور فتح ہوگئی جلدان تھوڑے سے آدمیون کو ہٹادو جو تمھارا ارادہ پورا نہین ہونے دیتے ہین کیون دیر کرتے ہو کیا رات کی باتین بھلادین اچھا تم لوگ دیر کرو مین جاتا ہون یا شہزادے کے ہنے گرفتار کرلیا یا جان گئی)۔

یہ کہکر شہزادے نے گھوڑا اوٹھایا یہ وایک کلمہ قیامت کے تھے کہ جس سے تمام رسالے بھر مین شہزادے کی ایک ایسی ہیبت آواز پیدا ہوئی کہ جانے نہ پائے کہ شہزادہ ہندیہ کے رسالے کے پاؤن اوٹھ گئے اسلیے کہ ممکن ہی نہ تھا کہ بے سردار کی فوج اور ایسے شدید حملہ کو روک سکے آخر اس رسالہ نے بھاگ کر قلب لشکر کی بھی پچھلی صف مین دم لیا اب شہزادے جبل کے دو تین رسالے اور دو تین پلٹنین جو پیچھے پیچھے چلی آتی تھین وہ بھی آکے اپنے شہزادیکے شریک ہوگئین اب پھر شہزادہ جبل نے ایک نعرہ مارا کہ دیکھا میرے بہادرو تمھاری تلوار کے سامنے ہندیہ کا ایک آدمی بھی نہ ٹھہر سکا اب ایک حملہ کی اور ضرورت ہو

پھر تم دیکھ لوگے کہ شہزادہ ہندیہ بندھا ہوا تمھارے سامنے کھڑا ہوگا چلو چلو جلد چلو تاخیر نکرو دیکھو ایسے مین ابھی قلب لشکر کی فوج بھی بے ترتیب ہو ابھی بہت سہولت سے تمھاری فتح ہوجائیگی نہین تو پھر وقت ہوگی زیادہ محنت کرنا پڑیگی یہ کہکر شہزادہ جبل آٹھ دس ہزار آدمی کو لیکر قلب لشکر پر آگرا۔

بی ذونوبہ نے اور مصاحبین شہزادہ نے جو فقط وقت شرابخواری زبانی جان نثاری کیا کرتے تھے گھوڑے پر سوار ہو ہوکر ہندیہ کا رخ کیا بلکہ ذونوبہ نے ہزار ہزار چیخا کہ ارے مجکو تو ساتھ لے لو مگر مصاحبین نے کہا کہ ہم آگے چلتے ہین تم بھی جلد آؤ اور آخر کو ذونوبہ کو سائیس نے سوار کیا اور یہ بھی ہندیہ کی طرف روانہ ہوین راہ مین ذونوبہ نے مصاحبین سے کہا کہ واہ بی ہمسے محبت کا دعوی تھا کہ چھوڑ بھاگے۔

مصاحبین "حضور آپ تو سمجھی نہین ہم آگے اسواسطے چلے کہ دیکھ لین کہ ادھر تو فوج نہین ہی"

ذلونیہ "تو یہ تو بتاؤ کہ قصد نجف اشرف کا ہی یا ہندیہ کا"

مصاحبین "جی نہین صاحب سیدھے ہندیہ -(ا در ہر شخص چپکے سے) جو اپنی جان دے وہ نجف اشرف جاے ہندیہ مین بھی ابتو پورا اطمینان نہین ہی مگر خیر مجبور ابھی وہین سہی بعد دیکھا جائیگا"

ذلونیہ "معاذاللہ تم لوگ تو مجھ عورت سے بھی زیادہ ڈرتے ہو آخر نجف اشرف کیون نہین چلتے ہندیہ سے پھر اتنی دور آنا ہوگا اور تکلیف ہوگی دوسرے شہزادہ کیا کہے گا کہ ایسے ڈری کہ ہندیہ چلی گئی"

مصاحبین "ارے ذلونیہ کن خیالون ہو اب کون آئے گا تھوڑی دیر مین سب وہین ہندیہ ہی آئے ہونگے شکست ہوگئی اور بہت بڑی شکست"

ذلونیہ "معاذاللہ کیا فال زبان سے نکالتے ہو اور کیسے بُرے جاتے ہو کہ مین نہین ڈرتی"

مصاحبین "تم عورت ہو تمکو کیا ڈر اگر گرفتار بھی ہوگئین تو بھی سب خاطر کرینگے اور ہم لوگ اگر خدانخواستہ ــــــــــ"

ایک مصاحب "ارے بھئی کیا فال بد منہ سے نکالتے ہو ہم آفت مین پھنس جائینگے"

یہ باتین کرتے ہوے یہ لوگ گھوڑون کو پوئی اوٹھائے سیدھے ہندیہ چلے جاتے ہین"

تلوارون اور سنگینون نے اپنا اپنا کام کرنا شروع کیا بندوق کی آواز بالکل نہین آتی کبھی کبھی پستولونکے آواز سنائی دیجاتی تھی جبکو کوئی افسر فریقین مین سے فیر کرتا ہی اور نہین تو سواے تلوارون اور سنگینون کی جھنکار کے یا دھماکے کے جو لوگون کے زخمی ہو ہوکر گھوڑے سے گرنے مین سنائی دیتا ہی اور کچھ نہین معلوم ہوتا۔

شہزادہ جبل کے کمانڈر انچیف نے جو دیکھا کہ شہزادہ نے حملہ کیا ہی تو اوسنے پہلے تو

شربت مقوی اعصاب
پچیس ہزار مریض کس طرح صحت یاب ہوئے ہیں
حکیم ڈاکٹر غلام نبی زبدۃ الحکما قادر چشتی ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور موچی دروازہ